عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

صبر و تحمل سے عاری معاشرہ کا انجام

جلد: ۴۱ | یکم تا ۷/ذیقعدہ ۱۴۴۳ھ مطابق یکم تا ۷/جون ۲۰۲۲ء | شمارہ: ۲۱

دینی مدارس میں نئے تعلیمی سال کا آغاز

حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑویؒ

آئمہ مساجد اور اصلاحِ معاشرہ

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

حج کے چند ضروری مسائل

س:...... حج بدل کے لئے کسی شخص کو کہاں سے روانہ کرنا چاہئے؟

ج:......جس شخص کی طرف سے حج بدل کیا جارہا ہے، جہاں وہ رہتا ہے، اسی جگہ سے حج بدل کے لئے حاجی کو بھیجنا ضروری ہے۔

س:...... کیا شوال کے مہینہ میں عمرہ کرنے سے حج فرض ہو جاتا ہے؟

ج:...... حج فرض ہونے کی اپنی مستقل شرائط ہیں، ان شرائط کے پائے جانے پر حج فرض ہو جائے گا۔ عمرہ کرنے یا نہ کرنے سے اس کا کوئی تعلق نہیں، کیونکہ عمرہ کے لئے جانے والا شخص سعودی گورنمنٹ کے قانون پر عمل کرنے کا پابند ہے۔ اپنی مرضی کرنے کا اسے کوئی اختیار نہیں ہے۔ اس لئے اگر کوئی شوال یا ذوالقعدہ میں بھی جو کہ ''اشھر حج'' ہیں، عمرہ کرتا ہے تو اسے صرف عمرہ کرنے کی اجازت ہے، حج کرنے کی نہیں۔ اس لئے اس پر حج فرض نہیں ہوگا کیونکہ حج کی ادائیگی تک وہاں رکنے کا اختیار نہیں ہے۔

س:...... کیا حج کی قربانی اور عیدالاضحیٰ کی قربانی دونوں کرنا ضروری ہیں؟

ج:...... حج تمتع و قران کرنے والے کے لئے قربانی کرنا واجب ہے، جس کو دم شکر کہتے ہیں اور یہ حج ہی کا ایک رکن ہے، جبکہ عیدالاضحیٰ کی قربانی صاحبِ استطاعت پر واجب ہے وہ بھی علیحدہ طور پر کرنا واجب ہے، خواہ وہاں کرے یا کسی دوسری جگہ کرے۔

س:......اگر کسی شخص کے پاس اتنی رقم ہو کہ وہ ماں یا بیوی میں سے کسی ایک کو ہی حج پر لے جا سکتا ہو تو پہلے کس کو حج کے لئے لے کر جائے؟

ج:......جس پر حج فرض ہے، پہلے اس کو کرایا جائے اور اگر دونوں پر ہی فرض ہو تو پھر ماں کو پہلے لے جانا بہتر ہے۔

س:...... حج کے دنوں میں جب منیٰ و مزدلفہ ٹھہرتے ہیں تو اے سی کی ٹھنڈ کی وجہ سے سر اور منہ، چادر یا کمبل وغیرہ سے ڈھانک سکتے ہیں یا نہیں؟

ج:......سر اور منہ ڈھانکنا حج کے جنایات میں سے ہے، ایسا کرنے سے دم واجب ہو جاتا ہے۔ اس لئے احتیاط کرنا ضروری ہے، سردی سے بچنے کے لئے کوئی دوسرا انتظام کرنا چاہئے۔

س:...... کیا احرام کی حالت میں خوشبودار صابن یا لکوئڈ یا سینی ٹائزر وغیرہ استعمال کر سکتے ہیں؟

ج:...... احرام کی حالت میں خوشبودار کوئی بھی چیز استعمال کرنا منع ہے، اس سے احتیاط ضروری ہے، بغیر خوشبو کا صابن استعمال کریں۔

واللہ اعلم بالصواب

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلسِ ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۴۱ یکم تا ۷رذوالقعدہ ۱۴۴۳ھ مطابق یکم تا ۷رجون ۲۰۲۲ء شمارہ:۲۱

سرپرست

حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیرِ اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیرِ اعلیٰ

مولانا اللہ وسایا

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفی

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین وآرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

صبروتحمل سے عاری معاشرہ کا انجام	۴	محمد اعجاز مصطفی
دینی مدارس میں نئے تعلیمی سال کا آغاز	۸	حضرت مولانا زاہدالراشدی مدظلہ
شرائطِ حج	۱۰	قاضی فضل اللہ
ائمہ مساجداوراصلاحِ معاشرہ	۱۳	مولانا عبدالمتین
حضرت پیرسیّد مہرعلی شاہ گولڑوی	۱۸	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
تزکیہ واحسان... کارِنبوت کا اہم شعبہ (۴)	۲۲	حضرت مولانا مفتی خالد محمود
عیسائی پادریوں سے چند سوالات (۳)	۲۵	حضرت مولانا فضل محمد یوسفزئی

بنیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ڈالر یورپ، افریقہ: ۸۰ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۷۰ڈالر
فی شمارہ ۱۵روپے، ششماہی: ۳۵۰روپے، سالانہ: ۷۰۰روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019 (انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر)
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018 (انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر)
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

صبر وتحمل سے عاری معاشرہ کا انجام!

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

گزشتہ دنوں اخبارات میں دو مختلف خبریں چھپیں، جنھیں پڑھ کر دل بہت ہی ملول اور رنجیدہ ہوا۔ یوں محسوس ہوا کہ شاید انسانی معاشرہ ابھی بھی دورِ جاہلیت سے باہر نہیں آیا۔ ایسے حالات وواقعات کو دیکھتے اور پڑھتے ہوئے یوں باور ہونے لگتا ہے کہ جس معاشرہ میں ہم رہ رہے ہیں، یہ معاشرہ کوئی متمدن اور مہذب انسانی معاشرہ نہیں، بلکہ ایک جنگلی اور حیوانی معاشرہ ہے۔ ایک مسلمان کا ایمان ہے کہ تمام کائنات اللہ تعالیٰ کی ملک اور اس کے حکم کی پابند ہے۔ زندگی اور موت، صحت وبیماری، مالداری وفاقہ کشی، اولاد کا دینا یا نہ دینا، بیٹا دے یا بیٹی دے یا کچھ بھی نہ دے، یہ سب اس کے اختیارات اور اس کے حکم اور چاہت کے تابع ہیں، انسان کا اس میں ذرا بھی دخل نہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

’’لِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنَاثاً وَيَهَبُ لِمَن يَشَاءُ الذُّكُورَ ۝ أَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَاناً وَإِنَاثاً وَيَجْعَلُ مَن يَشَاءُ عَقِيماً إِنَّهُ عَلِيمٌ قَدِيرٌ۔‘‘ (الشوریٰ:۴۹-۵۰)

ترجمہ: ’’اللہ تعالیٰ ہی کی ہے سلطنت آسمان اور زمین کی، وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، جس کو چاہتا ہے بیٹیاں عطا فرماتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بیٹا عطا فرماتا ہے، یا ان کو جمع کردیتا ہے بیٹے بھی اور بیٹیاں بھی اور جس کو چاہے بے اولاد رکھتا ہے، بے شک وہ بڑا جاننے والا بڑی قدرت والا ہے۔‘‘

زمانۂ جاہلیت کے دردناک ترین اور نہایت وحشیانہ مظاہر میں سے ایک مظہر لڑکی کا زندہ درگور کردینا تھا، آج وہی کام ہمارے اسلامی معاشرہ میں بھی ہورہا ہے، جیسا کہ اس خبر میں ہے کہ میانوالی کے محلّہ نورپورہ میں ایک سفاک باپ نے غصے میں آکر اپنی سات دن کی معصوم بچی کو فائرنگ کرکے قتل کردیا اور فرار ہوگیا۔ انتہائی تفتیش کے بعد پولیس نے بتایا کہ ہسپتال ذرائع سے معلوم ہوا کہ اس ظالم باپ کو غصہ تھا کہ بیٹی کیوں پیدا ہوئی اور غصے پر قابو نہ رکھتے ہوئے بچی کی پیدائش کے سات دن بعد اسے قتل کرنے کا قدم اٹھایا۔ (روزنامہ جنگ کراچی، ۴/شعبان المعظم ۱۴۴۳ھ مطابق ۸/مارچ ۲۰۲۲ء، بروز منگل)

اس واقعہ کے کچھ دنوں بعد بچی کی والدہ بھی اپنی بچی کے صدمہ کو برداشت نہ کرتے ہوئے راہیِ آخرت ہوگئیں۔ کتنی وحشت انگیز بات ہے کہ انسان اپنے انسانی جذبات واحساسات سے عاری ہوکر اتنا آگے نکل جائے کہ دوسرے انسان کو قتل کردے اور قتل بھی اسے کرے جو اس کا اپنے جگر کا گوشہ ہو، کمزور اور ننھی سی جان ہو۔

قرآن کریم نے دورِ جاہلیت کے معاشرہ کا کچھ یوں منظرنامہ پیش کیا ہے:

ا:-’’وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنْثَى ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ o يَتَوَارَى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ أَيُمْسِكُهُ عَلَى هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ۔‘‘(النحل:۵۸-۵۹)

ترجمہ:’’اوران میں کسی کو بیٹی کی خبر دی جاوے تو سارا دن اس کا چہرہ بے رونق رہے اور وہ دل ہی دل میں گھٹتا رہے۔(اور) جس چیز کی اس کو خبر دی گئی ہے،اس کی عار سے لوگوں سے چھپا چھپا پھرے (اور سوچے کہ) آیا اس کو بحالتِ ذلت لئے رہے یا اس کو (زندہ مار کر) مٹی میں گاڑ دے،خوب سن لو کہ ان کی یہ تجویز بہت بری ہے۔‘‘

حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی نور اللہ مرقدہ فوائدِ تفسیر میں لکھتے ہیں:

’’یعنی شب وروز اُدھیڑ بن میں لگا ہوا ہے اور تجویزیں سوچتا ہے کہ دنیا کی عار قبول کر کے لڑکی کو زندہ رہنے دے یا زمین میں اتار دے،یعنی ہلاک کر ڈالے،جیسا کہ جاہلیت میں بہت سے سنگدل لڑکیوں کو مار ڈالتے تھے یا زندہ زمین میں گاڑ دیتے تھے۔اسلام نے آ کر اس قبیح رسم کو مٹایا اور ایسا قلع قمع کیا کہ اسلام کے بعد سارے ملک میں اس بے رحمی کی ایک مثال بھی پیش نہیں کی جاسکتی۔بعض نے’’ اَیُمْسِکُہٗ عَلٰی ھُوْنٍ ‘‘ کے معنی یوں کئے ہیں:’’روکے رکھے لڑکی کو ذلیل وخوار کر کے‘‘یعنی زندہ رہنے کی صورت میں ایسا ذلیل معاملہ کرے گویا وہ اس کی اولاد ہی نہیں،بلکہ آدمی بھی نہیں۔‘‘

تفسیر کبیر میں ہے:’’زمانہ جاہلیت میں کفار مختلف طریقوں سے اپنی بیٹیوں کو قتل کر دیتے تھے،ان میں سے بعض گڑھا کھودتے اور بیٹی کو اس میں ڈال کر گڑھا بند کر دیتے تھے،حتیٰ کہ وہ مرجاتی اور بعض اسے پہاڑ کی چوٹی سے پھینک دیتے،بعض اسے غرق کر دیتے اور بعض اسے ذبح کر دیتے تھے۔‘‘

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

ا:...ترجمہ:’’حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دیہاتی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا،اس نے (تعجب کے ساتھ) دریافت کیا کہ کیا تم بچوں کا بوسہ لیتے ہو؟ ہم تو نہیں لیتے۔(اس کی یہ بات سن کر) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:اگر اللہ پاک نے تیرے دل سے رحم کو نکال دیا ہے تو میرے بس میں نہیں (کہ تیرے دل میں رحم ڈالوں)۔‘‘

(متفق علیہ،بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح ص:۴۲۱،ط:قدیمی،کراچی)

۲:...ترجمہ:’’حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرے پاس ایک عورت آئی،اس کے ساتھ اس کی دو بیٹیاں تھیں،وہ مجھ سے کھانے کا سوال کر رہی تھی۔اس وقت میرے پاس صرف ایک کھجور تھی،میں نے اس کو دے دی،چنانچہ اس نے اس ایک کھجور کو اپنی دونوں بیٹیوں کے درمیان تقسیم کر دیا اور خود اس سے نہ کھایا،اس کے بعد وہ کھڑی ہوئی اور باہر چلی گئی،(اس دوران) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے،میں نے آپ کو ساری بات بتائی،آپ نے فرمایا:جس شخص کی صرف بیٹیاں ہوں اور وہ ان کے ساتھ حسنِ سلوک کرے تو وہ اس کے لئے دوزخ سے رکاوٹ بنیں گی۔‘‘ (حوالہ بالا)

۳:...ترجمہ:’’حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:جو شخص دو لڑکیوں کی کفالت کرتا رہا،یہاں تک کہ وہ بالغ ہوگئیں تو قیامت کے دن میں اور وہ شخص اس طرح آئیں گے اور آپ نے انگلیوں کو ملا کر اشارہ کیا۔‘‘

(حوالہ بالا)

۴:… ترجمہ:’’ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی یتیم کو اپنے کھانے اور پینے میں شریک کرتا ہے، اللہ پاک اس کے لئے لازمی طور پر جنت واجب کردیتا ہے، البتہ اگر وہ کوئی ایسا گناہ کرے جو قابلِ معافی نہیں اور جو شخص تین بیٹیوں یا تین بہنوں کی پرورش کرتا ہے، انہیں ادب سکھاتا ہے اور ان پر شفقت کرتا ہے، یہاں تک کہ اللہ پاک ان کو خود کفیل بنادیتا ہے تو اللہ پاک اس کے لئے جنت واجب کردیتا ہے۔ ایک شخص نے دریافت کیا کہ کیا دو بھی؟ آپ نے فرمایا: ہاں! دو بھی، یہاں تک کہ اگر وہ کہہ دیتا: کیا ایک بھی؟ تو آپ ایک بھی کہہ دیتے۔‘‘ (مشکوٰۃ المصابیح ص:۴۲۳، ط: قدیمی، کراچی)

۵:… ترجمہ:’’ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی، اس نے اس کو زندہ دفن نہیں کیا اور اس کو ذلت کے ساتھ نہیں رکھا (اور) نہ لڑکوں کو اس پر ترجیح دی تو اللہ پاک اس کو جنت میں داخل فرمائے گا۔‘‘ (حوالہ بالا)

۶:… ’’حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں افضل صدقہ کے بارے میں نہ بتاؤں؟ تیری بیٹی جسے تیری جانب واپس کردیا گیا ہے اور تیرے سوا اس کا کوئی کفیل نہیں، یعنی انسان کا سب سے بہترین صدقہ اپنی بیٹی کی کفالت کرنا ہے۔‘‘ (ابن ماجہ، بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح ص:۴۲۳، ط: قدیمی، کراچی)

قرآن کریم میں دوسرے مقام پر ہے:

’’وَاِذَا الْمَوْءٗ دَةُ سُئِلَتْ بِاَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ۔‘‘

ترجمہ:’’اور جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس گناہ پر قتل کی گئی تھی۔‘‘

تفسیر عثمانی میں ہے:

’’عرب میں رسم تھی کہ باپ اپنی بیٹی کو نہایت سنگدلی اور بے رحمی سے زندہ زمین میں گاڑ دیتا تھا، بعض تو تنگدستی اور شادی بیاہ کے اخراجات کے خوف سے یہ کام کرتے تھے اور بعض کو یہ عار تھی کہ ہم اپنی بیٹی کسی کو دیں گے وہ ہمارا داماد کہلائے گا۔ قرآن نے آگاہ کیا کہ ان مظلوم بچیوں کی نسبت بھی سوال ہوگا کہ کس گناہ پر اس کو قتل کیا تھا۔ یہ مت سمجھنا کہ ہماری اولاد ہے، اس میں ہم جو چاہیں تصرف کریں، بلکہ اولاد ہونے کی وجہ سے جرم اور زیادہ سنگین ہوجاتا ہے۔‘‘

ایک روایت میں آتا ہے کہ:

ترجمہ:’’ولید بن نضر رملی کہتے ہیں کہ ہمیں سبرہ بن معبد یہ واقعہ وضین سے بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر جاہلیت کے دور کا اپنا واقعہ بیان کیا، کہا: اے اللہ کے رسول! ہم دورِ جاہلیت میں بتوں کی پوجا کرتے اور اپنی اولادوں کو قتل کرتے تھے۔ میری ایک بیٹی تھی جو مجھ سے بہت پیار کرتی تھی، جب بھی میں اُسے بلاتا تو وہ میرے پاس دوڑتی ہوئی آتی۔ ایک دن میں نے اسے بلایا، اس کو اپنے ساتھ لے کر چل پڑا، میں اپنے گھر سے تھوڑے فاصلے پر ایک کنویں کے قریب ہوا، میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے کنویں میں دھکا دے دیا۔ اس کی آخری آواز جو میرے کانوں میں پڑی، وہ یہ تھی: اے پیارے ابا! اے پیارے ابا! یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنا روئے کہ آپ کے آنسو بہنے لگے، آپ کے پاس بیٹھے ہوئے ایک شخص نے کہا: تو نے نبی اکرم صلی علیہ وسلم کو غمگین کردیا۔ آپ نے فرمایا کہ: اپنا واقعہ دوبارہ بیان کرو، اس نے دوبارہ بیان کیا، آپ سن کر اس قدر روئے کہ آپ کی داڑھی آنسوؤں سے تر

ہوگئی۔اس کے بعد آپ نے فرمایا: جاہلیت میں جو کچھ ہوگیا اللہ تعالیٰ نے اسے معاف کردیا، لہٰذا اب نئے سرے سے اپنی زندگی کا آغاز کرو۔‘‘ (رواہ الدارم، باب ما کان علیہ الناس قبل مبعث النبی من الجھل والضلال)

دوسری خبر یہ ہے کہ تحصیل پتوکی میں پاپڑ خریدنے پر باراتیوں کا پاپڑ فروش اشرف عرف سلطان سے جھگڑا ہوا، باراتیوں نے نجی شادی ہال کے اندر پاپڑ فروخت کرنے والے کو تشدد کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا۔مقتول کی لاش کے ساتھ بیٹھے باراتی کھانا کھاتے رہے۔

(روزنامہ جنگ، کراچی، ۲۳/مارچ ۲۰۲۲ء)

یہ بھی سننے میں آیا ہے کہ باراتیوں نے دولہا پر پیسے اڑانا اور لٹانا شروع کئے، وہ پاپڑ والا بھی پیسے چننے اور لوٹنے میں شریک ہوا، اس پر باراتیوں کو طیش آ گیا اور انہوں نے اسے زدوکوب کرنا شروع کردیا اور الزام لگادیا کہ یہ باراتیوں کی جیبیں کاٹ رہا تھا، باراتیوں نے اس پر اتنا تشدد کیا کہ وہ ہلاک ہوگیا۔ بات کچھ بھی ہو، لیکن نتیجہ یہ نکلا کہ ایک انسانی جان ہلاک ہوگئی اور بے حسی کی انتہا ہوگئی کہ اس کے مرنے کے بعد بھی باراتیوں کو کوئی بے چینی یا پریشانی نہ ہوئی کہ ایک لاش ان کے قریب پڑی ہے، ایک بے گناہ انسان ان کے ہاتھوں قتل ہوا ہے، اس پر نادم یا شرمسار ہوں، اُلٹا بے حس اور بت بن کر حیوانوں کی مانند شکم سیری کرتے رہے، لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

ان لوگوں کو چاہئے تھا کہ صبر وتحمل سے کام لیتے، اگر وہ کسی کی جیب کاٹ بھی چکا تھا تو اسے پولیس کے حوالہ کرتے اور قانون کی گرفت میں دیتے، نہ یہ کہ اس کو جان سے ہی مار دیتے۔ بادی النظر میں یوں ہی محسوس ہوتا ہے کہ محض اپنی بڑائی، تکبر اور رعونت کی بنا پر اسے موت کے گھاٹ اتارا گیا ہے۔ قرآن کریم نے بجا طور پر کہا ہے کہ:

’’وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْراً o اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْاْ اِخْوَانَ الشَّیَاطِیْنِ وَکَانَ الشَّیْطَانُ لِرَبِّهٖ کَفُوْراً۔‘‘ (الاسراء:۲۶-۲۷)

ترجمہ:’’اور (مال کو) بے موقع مت اڑانا (کیوں کہ) بے شک بے موقع اڑانے والے شیطانوں کے بھائی بند ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ناشکرا ہے۔‘‘

کم وبیش ہر انسان جہالت، ظلم، کبروغرور اور شکم پروری جیسے متعدد بہیمی جذبات کی زد میں رہتا ہے، اسی وجہ سے ان منفی جذبات میں انسانوں کے درمیان مقابلہ آرائی بھی رہتی ہے، جس کی پاداش میں ہر شخص ہر چیز میں اپنی برتری کا مظاہرہ دوسروں سے بڑھ چڑھ کر کرتا ہے۔ جن لوگوں کو وسائل میسر ہوں، وہ دولت کا سب سے بڑا مصرف یہی سمجھتے ہیں کہ اسے آتشِ نمود ونمائش کا ایندھن بنا دیا جائے، حالانکہ اسلام سادگی، کفایت شعاری، قناعت پسندی اور ایثار وہمدردی کی تعلیم دیتا ہے۔ آج کے مسلمان ان اعلیٰ صفات کو اپنانے کے بجائے شیطانی راستے پر چلتے ہوئے اپنی دولت اور کمائی کو فضول خرچی اور نمود ونمائش میں ضائع کررہے ہیں، حالانکہ قرآن کریم نے فضول خرچی کرنے والوں کو شیطان کا بھائی قرار دیا ہے اور یہ بھی سوچنے کی بات ہے کہ فضول خرچی کرنے سے آدمی بڑا نہیں بنتا، بلکہ حقیر وذلیل ہوجاتا ہے، جس گھر میں فضول خرچی ہو، اس گھر کا نظام تلپٹ ہوجاتا ہے اور جس ملک میں فضول خرچی کا رواج ہو، اس ملک کی معیشت درہم برہم ہوجاتی ہے، اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ جو لوگ معاشرے میں فضول خرچی کے مرتکب ہوں، ان کی حوصلہ شکنی کی جائے اور ان کی مسرفانہ تقریبات کا بائیکاٹ کیا جائے۔ اسی طرح خاندان کے ذمہ داران کو چاہئے کہ معاشرے کے غلط رسم ورواج کی ذرا بھی پابندی نہ کریں، لوگ خواہ کچھ بھی کہتے رہیں، نہایت سادگی اور کفایت شعاری سے شادی بیاہ کیا جائے۔ ان شاء اللہ! اس سے جہاں کئی گناہوں سے معاشرہ بچ جائے گا، وہاں دنیا میں بھی راحت وآرام اور آخرت میں بھی رب کی رضا کا حصول ہوگا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیدنا محمد و علیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

دینی مدارس میں

نئے تعلیمی سال کا آغاز

حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ

ملک بھر کے دینی مدارس میں شعبان، رمضان کی چھٹیوں کے بعد نئے تعلیمی سال کے آغاز کی تیاریاں جاری ہیں اور تمام مدارس و جامعات میں نئے آنے والے طلبہ وطالبات کے داخلے جاری ہیں۔ مدارس کے لئے تمام تر نامساعد حالات اور مخالفانہ پروپیگنڈا کے باوجود نوجوانوں کی ایک بہت بڑی تعداد مدارس کا رخ کررہی ہے اور بڑے مدارس اور جامعات میں داخلے کی سخت شرائط کے باوجود داخلے کے امیدواروں کی لمبی لمبی قطاریں دیکھی جاسکتی ہیں۔ بہت سے دینی مدارس و جامعات کی وسیع عمارتیں ملک کے گوشے گوشے سے آئے ہوئے ہزاروں تشنگان علم کے لئے تنگ دامنی کی شکایت کرتی دکھائی دے رہی ہیں اور مدارس وجامعات کے منتظمین امیدواروں کی زیادہ تعداد کی وجہ سے بہت سے نو وارد طلبہ کو داخلہ دینے سے معذرت کرتے ہوئے دل گرفتہ نظر آتے ہیں۔

دینی تعلیمات کے تحفظ اور فروغ کے لئے ہمارے معاشرے تحریک دینی مدارس کی صورت میں ڈیڑھ سو برس سے محنت ہورہی ہے اور انشاء اللہ! ہمیشہ ہوتی رہے گی، لیکن جب سے دینی مدارس قائم ہیں، ان کی مخالفت کا سلسلہ بھی جاری ہے، جو ظاہر ہے کہ آئندہ بھی جاری رہے گیا، اس لئے کہ دینی مدارس جس ایجنڈے پر مصروف کار ہیں، وہ آج کی ان قوتوں کے لئے قابل قبول نہیں ہے، جو عالمی اور علاقائی سطح پر تسلط رکھتی ہیں اور وہ دینی مدارس کے کام کو اس تسلط کے باقی رہنے میں رکاوٹ تصور کرتی ہیں۔

دینی مدارس اپنے قیام سے اب تک ایک ہی مقصد کے لئے سرگرم عمل ہیں کہ انسانی سوسائٹی کا تعلق وحی الٰہی اور آسمانی تعلیمات کے ساتھ جڑا رہے اور زمین پر بسنے والے سب لوگ اپنی زندگی آسمانی تعلیمات کی روشنی میں وحی الٰہی کی ہدایات کے مطابق بسر کریں، جبکہ دنیا میں آج کا رائج الوقت فکر وفلسفہ یہ ہے کہ انسانی سوسائٹی آسمانی تعلیمات کی پابندی قبول کرنے کی بجائے اپنی سوچ اور خواہشات کے مطابق زندگی گزارے اور ووٹنگ کے ذریعے سوسائٹی کی اکثریت کی خواہشات معلوم کرکے اس کی بنیاد پر ملکوں اور قوموں کا نظام چلایا جائے۔ یہ کشمکش نئی نہیں ہے بلکہ ہمیشہ سے چلی آرہی ہے اور جب تک اس زمین پر انسان آباد ہیں، یہ کشمکش بھی چلتی رہے گی۔

پاکستان میں ہزاروں دینی مدارس مختلف سطحوں پر مصروف کار ہیں جو قرآن کریم ناظرہ کی تعلیم سے لے کر فقہ وحدیث اور دعوت وارشاد کے تخصصات تک ہر سطح پر دینی تعلیم کا اہتمام کئے ہوئے ہیں اور کسی حکومت یا مالی ادارے سے تعاون لینے کی بجائے عام مسلمانوں کے رضا کارانہ تعاون کے ساتھ اپنا نظام چلارہے ہیں۔ عوام بھی اس ملی وقومی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے ان کے ساتھ مخلصانہ تعاون کرتے ہیں اور بحمداللہ تعالیٰ دینی مدارس کو اس ضمن میں کبھی عوام سے مایوسی نہیں ہوئی، بلکہ عوام کی دلچسپی اور تعاون ہی کی وجہ سے دینی مدارس اور ان کے طلبہ و طالبات کی تعداد روز بہ روز بڑھتی جارہی ہے اور ان کا دائرہ مسلسل وسیع ہورہا ہے۔

دینی مدارس کے اس نظام کے بارے میں حکمران طبقات کو ہمیشہ یہ شکایت رہی ہے کہ یہ مالی اور انتظامی طور پر آزاد اور خود مختار ہیں، اس لئے اپنی پالیسیوں میں بھی آزاد رہتے ہیں اور تعلیمی نظام ونصاب میں حکومتوں کی مداخلت اور نگرانی قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے، چنانچہ وقفے وقفے سے حکومتوں کی طرف سے یہ پالیسی سامنے آتی رہتی ہے کہ ان مدارس کو کسی سرکاری نظام میں لایا جائے اور ان کی آزادی و خودمختاری کو محدود کیا جائے، مگر اس کے لئے دینی مدارس کبھی تیار نہیں ہوئے اور اس سلسلے میں دینی مدارس کے تحفظات کچھ اس طرح کے ہیں کہ:

☆...... دینی تعلیم ہمارے معاشرے کی بنیادی ضرورت ہے مگر حکومت اس کے لئے کبھی سنجیدہ نہیں ہوئی، جس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ

سرکاری تعلیمی اداروں میں ملک کے دستور اور قومی ضروریات کے مطابق دینی تعلیم کی ضروریات کو پورا نہیں کیا جارہا، بلکہ جو تھوڑی بہت دینی تعلیم کسی درجے میں سرکاری تعلیمی اداروں میں موجود ہے، اس کے حجم اور معیار کو بھی مسلسل کم کیا جارہا ہے، اگر حکومت قیامِ پاکستان کے بعد دینی تعلیم کے قومی اور معاشرتی تقاضوں کی طرف سنجیدگی سے متوجہ ہوتی اور مختلف مراحل میں اس کا اہتمام کرتی تو دینی مدارس کا نہ صرف بہت سا بوجھ ہلکا ہوجاتا بلکہ اعتماد کی ایسی فضا بھی پیدا ہوجاتی جو دینی مدارس کو کسی سرکاری یا نیم سرکاری دائرے میں لانے کے لئے مفید بن جاتی، مگر ایسا نہیں ہوا اور موجودہ حالات میں اس کی توقع بھی نہیں ہے، اس لئے دینی مدارس بجا طور پر یہ خدشہ وخطرہ محسوس کرتے ہیں کہ انہیں سرکاری نظم کے تابع کرنے کا مقصد دینی تعلیم کے فروغ میں معاونت کرنا نہیں بلکہ سرکاری تعلیمی اداروں کی طرح دینی مدارس میں اسلامی تعلیمات کے حجم اور معیار کو کمزور کرنا ہے۔

☆...... یہ منظر بھی دینی مدارس کے شکوک وشبہات میں اضافے کا باعث بن رہا ہے کہ ملک میں پرائیویٹ تعلیمی اداروں کا نیٹ ورک مسلسل بڑھتا جارہا ہے اور مختلف اہداف اور مزاجوں کے الگ الگ تعلیمی نصاب نئی نسل میں ذہنی خلفشار اور تہذیبی انارکی کا سبب بن رہے ہیں۔ ان کی طرف تو حکومت کی کوئی توجہ نہیں ہے بلکہ ان کی سرپرستی کی جارہی ہے، مگر دینی مدارس پر یہ دباؤ ڈالا جارہا ہے کہ وہ سرکاری نظم کی پابندی قبول کریں۔ یہ دہرا طرز عمل بھی دینی حلقوں کے اضطراب اور بے چینی میں اضافے کا سبب ہے اور وہ دینی مدارس کی مالی وانتظامی خودمختاری کو ہر حال میں برقرار رکھنے پر مصر ہیں، کیونکہ وہ اس خودمختاری کے بغیر دینی مدارس کے اس تعلیمی کام کے مستقبل کو مخدوش سمجھتے ہیں، جو گزشتہ ڈیڑھ صدی سے جاری ہے اور جس کے ثمرات ونتائج نہ صرف ملکی سطح پر بلکہ بین الاقوامی سطح پر بھی محسوس کئے جارہے ہیں۔

☆...... دینی مدارس اس سے قبل اس قسم کے تلخ تجربے سے گزر چکے ہیں، جس کا ہم نے ان کالموں میں کئی بار حوالہ دیا ہے کہ صدر محمد ایوب خان مرحوم کے دور میں بیسیوں دینی مدارس محکمہ تعلیم اور محکمہ اوقاف نے تحویل میں لئے تھے جن میں بہاولپور کا جامعہ عباسیہ بھی شامل ہے، جسے اسلامی یونیورسٹی کا درجہ دیا گیا تھا، مگر ان مدارس میں سے اکثر کا وجود تک باقی نہیں رہا۔ جو موجود ہیں ان میں تعلیم برائے نام ہے جبکہ جامعہ عباسیہ کو یونیورسٹی کا درجہ دینے کے بعد اس کے نصاب میں سے درس نظامی کو دھیرے دھیرے بالکل خارج کردیا گیا، جس سے دینی مدارس کے بارے میں رولنگ کلاس کی ترجیحات کا بخوبی اندازہ ہوجاتا ہے، اس لئے اگر دینی مدارس کسی سرکاری کنٹرول کو قبول کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس کررہے ہیں تو اس کی وجوہ معقول ہیں اور حکومت کو اپنے ایجنڈے پر بے جا اصرار کرنے کی بجائے دینی تعلیم کے معاشرتی تقاضوں کا احترام کرنا چاہئے۔

(روزنامہ اسلام کراچی، ۱۶؍مئی ۲۰۲۲ء)

زین علی شہید کے قادیانی قاتلوں کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے: علماء کرام

فیصل آباد (محمد عابد پوری) وزیراعظم پاکستان، وزیراعلیٰ پنجاب، ہوم سیکرٹری پنجاب، آئی جی پنجاب پولیس قادیانیوں کی غنڈا گردی اور دہشت گردی کا فوری نوٹس لیں، غیرمسلم قادیانی مجرموں کو فوری طور پر کیفر کردار تک پہنچایا جائے جو حکومت وانتظامیہ کی آئینی وقانونی ذمہ داری ہے۔ شیخوپورہ میں نوجوان زین علی مسلمان کی شہادت ۱۲؍مارچ ۱۹۵۳ء مال روڈ لاہور کے شہدأ کی یاد تازہ کردی۔ ختم نبوت زندہ باد کا نعرہ لگاتے ہوئے شہید ہوگئے۔ ان خیالات کا اظہار فیصل آباد کے امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد جاوید حسین شاہ، نائب امیر حضرت مولانا سیّد خبیب احمد شاہ، ناظم اعلیٰ صاحبزادہ حافظ مبشر محمود، مبلغ مولانا عبدالرشید غازی، مولانا مفتی محمد بلال قاسمی، مولانا محمد خلیل، محمد حارث، انعام پاشا، عبداللہ رضا، عبدالوہاب، علی رضا اور محمد عابد پوری نے مشترکہ بیان میں کیا ہے۔ فیصل آباد کی قیادت نے سانحۂ شیخوپورہ کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے کہا کہ اسلام امن و سلامتی اور بھائی چارے کا درس دیتا ہے اور قادیانیت ایک فتنہ ہے، جب سے پاکستان وجود میں آیا اس وقت سے قادیانی پاکستان کے امن کو خراب کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔ قادیانی پاکستانی آئین کو تسلیم نہ کرنے کی وجہ سے باغی ہیں، انہوں نے کہا کہ قادیانیوں نے زین علی شہید کو پہلے ہی قتل کی دھمکیاں دی تھیں، لیکن بااثر قادیانیوں کے دباؤ پر کوئی قانونی کارروائی نہ کی گئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فیصل آباد کی قیادت نے حکومتی اداروں سے مطالبہ کیا ہے کہ زین علی شہید کے قاتلوں کو فوری طور پر گرفتار کیا جائے اور سخت سے سخت سزا دی جائے اور قادیانی گروہ کو آئین وقانون کا پابند بنایا جائے۔

شرائطِ حج

قاضی فضل اللہ

دین اسلام اللہ کا دین ہے۔ یہ سارے انبیا و رسل کا دین ہے کہ اس کی ابتدا اللہ تعالیٰ نے حضرتِ آدم علیہ السلام سے کرائی اور یہ سارے انبیا و رسل کے ذریعے ارتقا و تکمیل کے مراحل سے ہوتا ہوا رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے کمال اور اتمام تک پہنچا۔ ”الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔“ اور یوں یہ دین ساری انسانیت کا دین بن گیا۔ پھر اس دین کے کچھ احکام ”منصوص قطعی الثبوت“ اور ”قطعی الدلالۃ“ ہیں۔ ان احکام میں کسی تبدیلی و تغیر کا کوئی تصور اور گنجائش نہیں جب تک کہ اس کی شروط وحدود و قیود موجود ہوں۔

مثلاً نماز فرض ہے تو یہ کبھی ساقط نہیں ہوتی۔ حالانکہ کوئی بندہ خدانخواستہ مجنون ہوگیا، مسلوب العقل ہوگیا، تو اب اس سے ساقط ہوا کہ شرط نہیں رہی جو وجوب کے لئے شرط تھی۔

یا کوئی بندہ پورا ایک دن رات بے ہوش رہا، تو شریعت پانچ نمازوں کو ایک یونٹ سمجھتی ہے، تو اس پر ان پانچ نمازوں کی قضا نہیں کہ وہ تو ایسا رہا جیسا کہ اس پر یہ وقت گزرا ہی نہیں، یعنی جب بے ہوشی پورے پانچ نمازوں کے اوقات کا احاطہ کرچکی تھی، یا پورا رمضان کا مہینہ وہ بے ہوش رہا، تو یہ ایک یونٹ ہے۔ لہٰذا اس پر اس رمضان کی قضا نہیں۔ ہاں! شیخ فانی کا مسئلہ اور ہے۔

قارئین، اب حج ایک عبادت ہے جس کے وجوب کی اپنی شرائط ہیں۔ ادا کی اپنی شرائط ہیں اور صحت کی اپنی شرائط ہیں۔

اس کی شروطِ عامہ میں بعض وہ ہیں جو وجوب، صحت اور وجوب ادا ہر تین کی شروط ہیں، اور وہ ہیں اسلام اور عقل!

بعض وہ ہیں جو وجوب اور اجزا کی شروط ہیں۔ اجزا کے معنی ہیں کہ حج ہوجائے گا اور اس کے لئے کافی ہے، تو یہ ہیں: ”بلوغ اور حریت کہ وہ غلام نہ ہو۔“

بعض صرف وجوب کی شرط ہے اور وہ ہے ”استطاعت۔“

سو اسلام شرط ہے۔ یعنی یہ کہ کافر نہ مخاطب ہے حج کا اور نہ مکلّف ہے۔ سو وہ اگر حج کرے بھی، تو وہ صحیح نہیں۔ معنی این کہ وہ بعد میں اگر مسلمان ہوجائے اور استطاعت رکھے، تو اس پر حج فرض ہے۔

مالکیہ کے نزدیک اسلام، صحتِ حج کے لئے شرط ہے وجوب کے لئے نہیں، تو کافر پر واجب ہے لیکن کفر کی وجہ سے اس کا حج صحیح نہیں۔

اس طرح رہی بات آخرت میں مواخذہ

ملعون گیرٹ ولڈر کے گستاخانہ ٹوئٹس کے خلاف اقدامات کا حکم

اسلام آباد (نمائندہ ایکسپریس) اسلام آباد ہائی کورٹ نے ملعون گیرٹ ولڈر کے توہین آمیز ٹوئٹس کے خلاف حکومت کو موثر اقدامات کی ہدایت کردی، جسٹس محسن اختر کیانی نے تحریک تحفظ ناموس رسالت کی درخواست پر فیصلہ جاری کیا۔ عدالت نے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کے تحفظ کے لئے پی ٹی اے اور وزارت آئی ٹی کو اقدامات اٹھانے کی ہدایت کرتے ہوئے کہا کہ مناسب کارروائی کے لئے معاملہ وفاقی کابینہ کے سامنے رکھا جاسکتا ہے۔ سوشل میڈیا پر گستاخانہ مواد کی تشہیر کے خلاف حکومت عدالتی احکامات پر عمل درآمد کرے۔ عدالت نے فیصلے میں پٹیشن کو (Representation) بنا کر چیئرمین پی ٹی اے اور وزارت آئی ٹی کو بھیجنے کا حکم دیا اور کہا کہ پٹیشنر نے ڈچ سیاست دان گیرٹ ولڈر کی مسلسل توہین آمیز ٹوئٹس کی جانب توجہ دلا کر مفاد عامہ کا معاملہ اٹھایا، ملعون گیرٹ ولڈر لگاتار توہین آمیز ٹوئٹس کررہا ہے۔ مسلمانوں کے جذبات کے تحفظ اور مناسب ایکشن کے لئے وفاقی حکومت کو ہدایات جاری کرنا ضروری ہے۔ پی ٹی اے کی بطور ریگولیٹر از خود بھی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے حساس معاملات کو دیکھے۔ پٹیشنر نے استدعا کی تھی کہ ہالینڈ کے سفیر کو دفتر خارجہ طلب کرکے سخت احتجاج ریکارڈ کرایا جائے جبکہ گیرٹ ولڈر کے خلاف عالمی عدالت انصاف سے رجوع کرنے کا حکم دیا جائے۔

(روزنامہ ایکسپریس کراچی، ۱۵؍مئی ۲۰۲۲ء)

کی، تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک کافر کا مواخذہ صرف کفر پر ہوگا۔ جمہور کہتے ہیں کہ کفر پر بھی ہوگا اور فرائض و واجبات ادا نہ کرنے اور محرمات کا ارتکاب کرنے پر بھی ہوگا۔ سو یہ ایک علمی و تحقیقی اختلاف ہے۔ نتیجہ تو دونوں کے نزدیک ''خلود فی النار'' ہے کہ ہمیشہ آگ میں رہے گا۔

دوسری شرط تکلیف اور بلوغ یعنی مکلّف ہونے کا ہے۔ سو نابالغ اور مجنون پر حج واجب نہیں ہوتا۔ سو اگر انہوں نے اس حالت میں حج کیا بھی ہو، تو یہ قابل قبول نہیں۔ بالغ ہونے یا جنون ختم ہونے پر جب ان کی استطاعت ہو، تو ان پر حج فرض ہے۔

اب اگر ولی نے نابالغ سے حج کروایا، تو کیا یہ صحیح ہے؟ تو مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک صحیح ہے، بایں معنی کہ ولی کو ثواب مل جائے گا، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ ایک عورت نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اپنا بچہ اٹھایا کہ اس کا حج ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ہاں! اور تمہارے لئے اجر ہے۔''

(احمد، مسلم، ابوداؤد، النسائی عن ابن عباسؓ)

پھر جب اس کا احرام بندھوایا ہے اور اس کی طرف سے نیت بھی کی ہے، تو پھر لازم ہے کہ اس سے سارے اعمال کروائیں یعنی جو وہ کرسکتا ہو اور جو نہ کرسکتا ہو، تو ولی اس کی طرف سے کرے۔ حتی کہ ممیّز صبی کے جنایت پر فدیہ بھی آتا ہے لیکن وہ ولی کے مال سے ہوگا۔

امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ نابالغ ''مرفوع القلم'' یعنی غیر مکلّف ہے۔ لہٰذا اس کا حج صحیح نہیں ہوتا کہ اس پر واجب نہیں ہوتا۔ کیوں کہ فاسد ہونے سے اس پر قضا لازم نہیں آتی۔

پھر یہ نماز کی طرح عبادتِ بدنی ہے، تو ولی اس کی طرف سے یہ نہیں کرسکتا اور نماز کے لئے بچوں کا جو حکم ہے، وہ دراصل ان کی تربیت اور ان کو عادت ڈالنے کے لئے ہے کہ وہ تو روزمرہ کا عمل ہے، جب کہ حج کا مسئلہ تو ایسا نہیں۔ البتہ اگر اس سے حج کروایا، تو تربیت کا ثواب ولی کو مل جائے گا اور حدیثِ سابق میں بھی ولی کے لئے اجر کا ذکر ہے۔

☆......**استطاعت**: حنفی فقہا نے اس میں تین امور ذکر کئے ہیں۔ بدنی استطاعت، مالی استطاعت اور امنیت کہ ہلاک کا ظنِ غالب موجود نہ ہو۔

مالکیہ کہتے ہیں کہ استطاعت کے معنی ہیں ''مکہ معظّمہ پہنچنے کا امکان ہو۔ چاہے سوار ہو، چاہے پیادہ چل کے۔'' یعنی بدنی قوت ہو، زادِ راہ ہو کہ کھائے پیئے اور سفر میں عافیت و سلامتی غالب ہو۔

شافعیہ فرماتے ہیں کہ استطاعت ''بدنی، مالی اور امنیت'' ہو۔ البتہ ان کے نزدیک استطاعت ''مالی'' اہم ہے۔

حنابلہ کے نزدیک وہی شروط ہیں جو حنفیہ کے نزدیک ہیں۔

البتہ خواتین کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ اس کے ساتھ سفر میں شوہر یا ذو رحم محرم ہو۔ ذو رحم محرم وہ مرد جس کے ساتھ اس کا نکاح کبھی نہیں ہوسکتا، نسب کی وجہ سے جیسا باپ، بھائی، بیٹا، چچا، ماموں، دادا، نانا، بھتیجا اور بھانجا ہو۔

یہ بغیر محرم یا شوہر کے سفر کرنے کی حرمت عام سفر کے حوالے سے ہے، چاہے وہ حج کا سفر ہو یا غیر حج کا، کہ حدیث شریف میں ہے: ''لا تسافر المرء ثلاثة ایام الا و معھا

آخری عشرہ رمضان میں تین روزہ تحفظ ختم نبوت کورس

کراچی (مولانا محمد کلیم اللہ نعمان) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام آخری عشرہ میں کراچی بھر کی مساجد کی طرح لیاری ٹاؤن میں بھی الحمدللہ! درج ذیل مساجد میں تین روزہ تحفظ ختم نبوت کورس کا نظم بعد نماز تراویح کیا گیا: حاجی مسجد، ناگمان مسجد، جامع مسجد سربازی سنگولین، جامع مسجد رحمانی نیا آباد، کھتری مسجد، فاروق اعظم مسجد، جامع مسجد بلال سنارا بازار، مسجد فرقانیہ ان تمام مساجد میں تین روزہ تحفظ ختم نبوت کورس کا دورانیہ ایک گھنٹہ کم از کم رہا۔ کورس میں معتکفین سمیت دیگر احباب بھی خوب جوش و جذبہ کے ساتھ شامل ہوئے۔ مبلغین ختم نبوت اور مسؤلین مولانا عبداللہ چغرزئی، حلقہ شیر شاہ کے نگران مولانا حامد، حلقہ فشری کے نگران مفتی شعیب بدر، حلقہ رنچھوڑ لائن کے نگران مفتی در ید عالم، صدر ٹاؤن کے نگران، استاذ حدیث مولانا مسعود احمد لغاری، لیاری ٹاؤن نے نگران مولانا محمد نعیم اللہ، ضلع شرقی کے مسؤل مولانا محمد رضوان قاسمی، ضلع جنوبی کے مسؤل راقم الحروف حلقہ بغدادی کے معاون مفتی اسماعیل ضلع غربی کے مسؤل مولانا محمد شعیب کمال نے اسباق پڑھائے۔ اللہ رب العالمین تمام رفقاء ختم نبوت سمیت تمام احباب کی کاوشوں کو شرفِ قبولیت نصیب فرمائے۔ آمین۔

ذورحم محرم ’’(متفق علیہ) یعنی کہ عورت تین دن کا سفر نہ کرے بلکہ اس کے ساتھ ذورحم محرم ہو۔اور فرمایا:’’عورت حج نہ کرے، بلکہ اس کے ساتھ شوہر ہو۔‘‘

حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے جو شیخین نے نقل کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:’’عورت ذومحرم کے بغیر سفر نہ کرے۔ تو ایک شخص نے عرض کیا کہ میری بیوی حج کے لئے نکلی ہے اور میں نے اپنا نام لکھا ہے میدان فلاں غزوہ کے لئے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:’’جاؤ!اس کے ساتھ حج کرو۔‘‘

اب حج کا سفر فریضہ کے لئے ہے، تو مالکیہ کے نزدیک عورت پر حج فرض ہے جب وہ معتمد رفقا کے ساتھ ہو، چاہے وہ صرف عورتیں ہوں، صرف مرد ہوں یا دونوں قسم کے ہوں۔ مالکیہ کے نزدیک محرم اگر رضاعی یا سسرال والا بھی ہو، تو صحیح ہے۔ جب کہ شافعیہ نے بھی عورت پر حج فرض قرار دیا ہے جب اس کے ساتھ ایک سے زیادہ معتمد عورتیں ہوں لیکن اگر وہ ایک عورت کے ساتھ بھی گئی، تو حج ہو جاتا ہے۔البتہ گناہ بھی ہوجاتا ہے۔

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک بغیر شوہر یا ذورحم کے عورت کا سفر قصر گناہ ہے لیکن وہ اگر حج فریضہ کے لئے بغیر محرم اور شوہر کے گئی اور حج ادا کیا، تو اس کا فریضہ ادا ہوگیا۔البتہ اس نے بغیر محرم یا شوہر کے سفر کر کے گناہ کا ارتکاب کیا۔سو اس سے اس کے ثواب میں کمی آئے گی اور وجہ اس کی یہ ہے کہ محرم یا شوہر کا ہونا شروطِ صحت میں سے ہے، یا کہ شروطِ وجوب الاداسے ہے۔یعنی یہ شروط نفس وجوب میں سے نہیں۔ مستدل ہے آیت:’’ولـلّٰه علی الناس حج البیت من استطاع الیه سبیلا ‘‘تو جب امن غالب ہو، تو نفس وجوب تو آ جاتا ہے۔

ان تفاصیل اور اختلاف سے واضح ہوا کہ مسئلہ اختلافی ہے،تو اس میں وسعت آ جاتی ہے اور احوال و ظروف میں ایک ہی امام کے مقلدین اپنے معتمد و مستند مفتی کے فتویٰ کے پیش نظر جبکہ اس نے کسی دوسرے امام کے قول پر فتویٰ دیا ہو،تو ان کے لئے یہ جائز ہے کہ احوال و ظروف کا تقاضا یہی ہے۔حتیٰ کہ اگر اجتہاد کی شروط و مقتضیات مفتی میں بالجملہ موجود ہوں اور اس نے احوال وظروف میں ائمہ اربعہ کے علاوہ دوسرے فقہا کے قول پر فتویٰ دیا، تو وہ بھی صحیح ہے۔یہاں تو مستند ائمہ کے اقوال موجود ہیں۔

اب سعودی عربیہ حکومت تو مقلد امام احمد بن حنبلؒ کی ہے، لیکن بہت سارے مسائل میں ان کا گرینڈ مفتی یا دارالافتا کسی دوسرے امام کے قول پر بھی فتویٰ دے دیتا ہے،تو اب جب انہوں نے بغیر محرم کے عورت کے لئے حج کی اجازت دی ہے، وہ بھی اس حوالہ سے ہے۔ پہلے بھی ان کی پالیسی تھی کہ عورت بالخصوص جو چالیس سال سے زیادہ کی ہوتی ہے، اس کے لئے حج ویزا جاری کرتے ہیں، صرف شوہر یا محرم کی اجازت کو ضروری سمجھتے ہوئے۔

یہاں امریکا میں کسی مسجد سے وہ یہ اجازت نامہ لکھواتے یا نوٹری پبلک سے، تو اس کو ویزا کا اجرا ہو جاتا، لیکن ایک مدت سے ہم پر سیاسیات کا اتنا غلبہ ہو چکا ہے کہ ہم ہر بات کو اسی زاویے سے دیکھتے ہیں، تو ایک غلغلہ برپا کردیتے ہیں یا پھر ہم مسئلہ تو سن چکے ہوتے ہیں، لیکن تفصیلات سے واقف نہیں ہوتے، تو ایک بار پھر غلغلہ۔

بھائی میرے! زندگی گزارنا ایک سنجیدہ کام ہے اور دین تو ایکسٹرا سنجیدہ ہے۔اس میں فوراً جذباتی ہوکر فتوے جاری کرنا یہ بہت وبال والا کام ہے۔گزشتہ سال کورونا کی وجہ سے محدود حج پر ایک شور شرابا، اب وہ تو اس سال فرو ہوگیا، تو اب اس مسئلے پر شور شرابا۔خدا کرے کہ کورونا ختم ہو، تاکہ ریگولر انداز سے حج شروع ہو، ورنہ اگر اگلے سال خدانخواستہ ایسا رہا اور یہی مسئلہ بھی رہا، تو پھر کوئی بھی اعتراض نہیں کرے گا کہ وقت گزرنے سے ہمیں اس جذباتی مرض سے شفامل جاتی ہے۔ یا تو ہمارے بعض مولوی صاحبان زیادہ جذباتی ہوجاتے ہیں، یا پھر نیم مولوی مسائل بتاتے ہیں۔

اور آج کا دور تو سوشل میڈیا کا ہے، تو اللہ کی پناہ!

☆☆..................☆☆

دعائے مغفرت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے سرگرم کارکن جناب جمال احمد چھٹہ کے ماموں جان گزشتہ دنوں قضائے الٰہی سے انتقال فرماگئے۔انا لـلّٰه و انا الیه راجعون۔اللہ جل جلالہ ان کی کامل مغفرت فرمائے اور ان کے درجات کو بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔قارئین سے گزارش ہے کہ مرحوم کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

ائمہ مساجد اور اصلاحِ معاشرہ

اہمیت، ضرورت

مولانا عبدالمتین

ائمہ مساجد ہمارے معاشرے کا اہم کردار ہیں اور وہ لوگ ہیں جن کو ہم اپنے معاشرے کا مقدس ترین ادارہ یعنی ’’مسجد‘‘ حوالہ کرتے ہیں اور مسجد دیگر عبادت خانوں کی طرح صرف مذہبی رسوم وعبادت ادا کرنے کی جگہ نہیں ہے، بلکہ مسجد کا ایک اسلامی معاشرے میں بہت وسیع کردار ہے جو صوم وصلاۃ سے بڑھ کر ہماری زندگی کے بہت سے زندہ مسائل سے تعلق رکھتا ہے۔

مسجدِ نبوی کا کردار:

معاشرے میں مسجد کا کردار سمجھنے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دور میں ’’مسجدِ نبوی‘‘ کی سرگرمیوں پر غور کیا جائے تو بہت سے سوالات کا جواب مل جائے گا، مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات میں دیکھا جائے تو آپ صرف پنج وقتہ امامت کے لئے مسجد نبوی نہیں جاتے تھے، بلکہ قضاء کی مجالس، تعلیمی سرگرمیاں، سوال و جواب کی نشستیں، تزکیہ کی مجالس وغیرہ سب کچھ مسجد نبوی میں ہوتا تھا، یہاں تک کہ صحابۂ کرامؓ جس تفصیلی تعلیم و تربیت کے مرحلے سے گزرے ہیں، اس کا بیشتر حصہ مسجدِ نبوی ہی میں انجام دیا گیا ہے۔

یہی مساجد آج ہمارے آس پاس موجود ہیں، بلکہ ہر کچی پکی گلی میں مسجد موجود ہے، شہر، قریہ، ملک، آباد، ویران، خشکی، تری، جنگل، بیابان ہر جگہ آپ کو مسجد ملے گی۔ تمام مساجد میں آج بنیادی سہولیات بھی موجود ہیں، مثلاً امام، مؤذن، خادم، انتظامیہ، نمازی (اگرچہ تھوڑے) ایسا ہوسکتا ہے کہ آپ کو کوئی عالم دین بغیر مسجد کے ملے، لیکن ایسا نہیں ہوسکتا کہ کوئی مسجد آپ کو بغیر امام کے ملے۔

مسجد: ایک وسیع ذریعۂ ابلاغ:

اس پہلو کو بہت سنجیدگی کے ساتھ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ مساجد ہمارے معاشرے کے لئے ایک *CellMedia* کا درجہ رکھتی ہیں، ایک ایسا میڈیا اور ذریعۂ ابلاغ جو اس کے متعلقین تک دین کا پیغام پہنچا سکے۔ قابلِ غور پہلو ہے کہ ہماری ہر گلی میں مسجد ہونے کے باوجود ہم اس مسجد کے آس پاس رہنے والوں تک دین کا پیغام نہیں پہنچا رہے اور یہ لوگ مسجد کی تمام ضرورتوں کو پورا کر رہے ہیں، اس کے بدلے ہم مسجد کا امام ہونے کی حیثیت سے ان کی دینی ضرورت کا کتنا خیال رکھ رہے ہیں؟ ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارا پنج وقتہ مقتدی جب اپنے گھر جاتا ہے اور آج کے مروج ذرائع ابلاغ: ٹی وی، موبائل، انٹرنیٹ، اخبار وغیرہ کی طرف بڑھتا ہے تو اس دجالی میڈیا کا نہ ختم ہونے والا جال جو اس کی طرف بڑھتا ہے اور اسے ضروری غیر ضروری ہر عنوان سے باخبر رکھتا ہے، جس میں علاقہ، شہر، ملک، بین الاقوامی، سیاست، صحت، کاروبار غرض ہر عنوان کی معلومات فراہم کرتا ہے، جو اس گھر بیٹھے نمازی تک باآسانی پہنچ جاتی ہیں اور وہ انتہائی دلچسپی کے ساتھ اس دجالی میڈیا سے باخبر ہونے کا شوق پورا کرتا ہے۔ اسی طرح میڈیا اس کے ذہن، عادات، گھر اور آس پاس کے ماحول میں جگہ بنا تا رہتا ہے اور ایک وقت آتا ہے جب اس نمازی مقتدی کے نظریات، تعلیم، اخلاق، گھر، معاشرت اور معاملات غرض زندگی کے ہر حصے میں میڈیا کی محنت کا اثر دکھائی دیتا ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ ہم سے اتنا قریب رہنے کے باوجود دور کیوں ہوتا جارہا ہے؟ اور غیروں سے اجنبیت کا تعلق ہونے کے باوجود ان کی ہر بات میں ہاں میں ہاں ملاتا جارہا ہے؟ مسئلہ دراصل یہ ہے کہ ہم اپنے مقتدی کو کچھ دینا ہی نہیں چاہتے، حالانکہ اگر ہم خلوصِ دل اور محنت کے ساتھ دین کا پیغام اس تک پہنچانا چاہیں تو وہ شخص ہم سے آسانی اور بہت خوبی کے ساتھ بہت کچھ سیکھ سکتا ہے اور ہم ذیل میں وہ عوامل ذکر کرتے ہیں جن کے سبب ایک عام شخص میڈیا سے کئی گنا زیادہ مساجد سے مستفید ہوسکتا ہے۔

مثال کے طور پر آپ ایک اندازہ لگالیں کہ آپ کے شہر کراچی میں دس ہزار مساجد ہیں اور ان دس ہزار مساجد میں ہر جمعہ تقریباً ۱۰۰ نمازی (کم از

کم اندازہ) جمعہ پڑھنے آتے ہیں۔اس کا مطلب ہر ہفتہ کم از کم دس لاکھ لوگ مساجد کا رخ کرتے ہیں اور مزید یہ کہ یہ سب کے سب عقیدت، طہارت اور آداب کی حد درجہ رعایت کے ساتھ امام مسجد کے مخاطب بنتے ہیں۔یہ صرف نمازِ جمعہ کی مثال ہے، جب کہ روزانہ پانچ مرتبہ تقریباً ہر گلی سے کچھ نہ کچھ لوگ مساجد کا رخ کرتے ہیں (جس میں نوجوانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جارہا ہے) تو کیا اس سلسلے میں ہماری یہ ذمہ داری نہیں بنتی کہ ہم ان تمام لوگوں کی تعلیم وتربیت کا مضبوط انتظام کریں، تاکہ ان تمام نمازیوں کا مسجد آنا جانا' ان کے اپنے لئے اور اس معاشرے کے لئے اصلاح کا ذریعہ بن جائے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ ان پرخلوص اور بھرپور توجہ سے محنت کی جائے تو ان کی ایمانی، اخلاقی، معاشرتی اور تجارتی زندگی میں ایک دینی رنگ چھا سکتا ہے۔

دس نکاتی ایجنڈہ:

ائمہ مساجد اصلاحِ معاشرہ کے لئے کیا کچھ کرسکتے ہیں؟ اس پروگرام کو ذکر کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ کچھ بنیادی باتیں ذکر کی جائیں، کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ کسی بھی مشن پر جانے والا شخص اپنے مشن اور منزلِ مقصود کی تمام بنیادی ضروریات کا خیال رکھتا ہے اور اس بات کی بھرپور تسلی کرتا ہے کہ میں نے اپنی کوئی تیاری ادھوری نہ چھوڑی ہو، ٹھیک اسی طرح چونکہ ائمہ مساجد کا اصل مقصد مسجد اور اس مسجد کے آس پاس کے ماحول کو صالح ماحول میں بدلنا ہوتا ہے، امام مسجد کا کردار اس ماحول میں موجود تمام لوگوں کے لئے مثالی بن جائے، اس کے لئے ضروری ہے کہ:

۱: امام کا تعلق علاقہ کے لوگوں کے ساتھ صرف مصافحہ کی حد تک نہ ہو، بلکہ ان کے احوال کی بھرپور فکرمندی جیسا رویہ ہو۔

۲: جنازہ اور نکاح نہ پڑھانا ہو، تب بھی شرکت کا اہتمام کیا جائے۔

۳: موقع بموقع اپنے مقتدیوں کی دعوت کی جائے، جس سے لوگوں کے دلوں میں امام صاحب کا وقار بڑھے گا۔

۴: ضرورت مند ساتھیوں کی امداد کی جائے، ورنہ کم از کم ان کے دکھ درد میں شریک ہونے کا اہتمام کیا جائے۔

۵: مقتدیوں کے علاوہ دوسرے لوگوں سے بھی تعلق رکھا جائے اور مل جل کر بیٹھنے کا اہتمام کیا جائے اور اس میں امیر، غریب، صاحبِ استطاعت اور بے روزگار میں امتیاز نہ برتا جائے۔

۶: جتنا زیادہ ہوسکے اہل السنۃ والجماعۃ کے عقیدے کو فروغ دیا جائے، ورنہ فرقہ واریت کے خدشات بڑھ جائیں گے۔

۷: نوجوانوں کے پوچھے گئے سوالات کو بالکل بھی نظرانداز نہ کیا جائے، بلکہ چھوٹے بڑے تمام سوالات کو اہمیت دی جائے، چاہے وہ سوالات کسی بھی حوالے سے ہوں، جن میں خاص کر موجودہ میڈیائی فتنے شامل ہیں جن کو دیکھ کر ان نوجوانوں کے ذہنوں میں دین، ایمان، توحید، رسالت اور آخرت سے متعلق شکوک وشبہات پیدا ہوتے جارہے ہیں۔ان سوالات کا اگر بروقت تسلی بخش جواب نہ دیا گیا تو ان کا ایمان خطرے میں پڑسکتا ہے۔

۸: نوجوانوں کو ان کے مسائل میں ائمہ مساجد رہنمائی نہیں کریں گے تو وہ اپنے مسائل و اشکالات کو بھلا بیٹھنے والے نہیں، بلکہ وہ انہی مسائل کے ساتھ جب مختلف تجدّد پسند یا گمراہ فکر کے حامل لوگوں تک پہنچتے ہیں تو وہ انھیں اپنے طور پران مسائل کا حل پیش کرتے ہیں، جس کے نتیجے میں وہ علماء اور تمام تر روایتی فکر سے منحرف ہوجاتے ہیں۔

۹: ائمہ مساجد اس بات کے حریص ہوں کہ ان کے وجود سے علاقہ کے لوگوں کو جتنا زیادہ دینی فائدہ ہوسکے' ہوتا رہے۔

۱۰: جو بھی بات کہی جائے وہ لوگوں کی ذہنی سطح، ماحول اور ضرورت کے اعتبار سے کہی جائے۔

مقاصدِ بعثت، ایک بہترین لائحہ عمل:

ائمہ مساجد چونکہ علماء کرام ہیں اور علماء انبیاء (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کے وارث ہیں اور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تمام ائمہ کے لئے ماڈل کی حیثیت رکھتی ہے اور ان کی زندگی کا جو مشن تھا، وہ قرآن کریم میں بہت وضاحت کے ساتھ بیان ہوا ہے:

”لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولاً مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُواْ مِن قَبْلُ لَفِي ضَلالٍ مُّبِينٍ۔“ (آلِ عمران:۱۶۴)

ترجمہ:”حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں پر بڑا احسان کیا کہ ان کے درمیان انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان کے سامنے اللہ کی آیتوں کی تلاوت کرے، انہیں پاک صاف بنائے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے، جب کہ یہ لوگ اس سے پہلے یقیناً کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔“

اس آیت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی

بعثت کا مقصد تلاوت، تعلیمِ کتاب وحکمت اور تزکیہ بیان کیا گیا ہے، جس کی توضیح کی آسان صورت یہ ہے:

☆......تلاوت: تجوید، ناظرہ اور حفظِ قرآن

☆......تعلیمِ کتاب: قرآن کی تفسیر

☆......تعلیمِ حکمت: حدیثِ رسول

☆......تزکیہ: اخلاقیات اور تربیتی نظام

یہی چار کام دراصل ائمہ مساجد کی اصل ذمہ داری ہیں، یہ قرآن کریم کا تیار کردہ بہترین لائحہ عمل ہے، جس پر محنت کر کے ائمہ مساجد آس پاس کے ماحول میں موجود ہر فرد کی دینی ضرورت پوری کر سکتے ہیں، نیز ائمہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے مقتدی کے دل میں مذکورہ امور کی اہمیت کا بیج بونے میں کامیاب ثابت ہوں، یہ بات ذہن وقلب میں راسخ کی جائے کہ ہماری تمام ضرورتوں میں دین سیکھنا اور اس سیکھے ہوئے دین کو اپنے ماحول میں اس طرح نافذ کرنا کہ دین زندگی میں فقط اقوال کی حد تک نہ ہو، بلکہ افعال واعمال میں دین کی روشنی چھا جائے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو قابلیت کی بہت سی ڈگریاں جمع کرنے کے باوجود قرآن کریم کی نظر میں ہم پر گمراہی کی مہر لگی رہے گی، جیسا کہ سورۃ الجمعہ میں مقاصد بعثت ذکر کرنے کے بعد فرمایا:

”ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِیْ الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلاً مِّنْھُمْ یَتْلُوْ عَلَیْھِمْ آیَاتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَةَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلَالٍ مُّبِیْنٍ“ (سورۃ الجمعہ:۲)

ترجمہ: ”وہی ہے جس نے اَن پڑھوں میں ایک رسول انہیں میں سے بھیجا، جو ان کے سامنے اس کی آیات پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے، حالانکہ بلاشبہ وہ اس سے پہلے یقیناً کھلی گمراہی میں تھے۔“

مسجد: ایک بہترین میدانِ عمل:

الغرض اس طریقے سے ائمہ مساجد کے لئے کام کرنے کا ایک بہترین فورم تیار ہو جاتا ہے۔ اس وقت ائمہ کے پاس امت کی تعلیم وتربیت کے لئے ایک بہترین میدان میسر ہے، جس میں:

۱: مسجد کی صورت میں ایک منظّم ادارہ،

۲: ائمہ وفضلائے مدارس کی صورت میں قابل اساتذہ،

۳: نمازیوں کی صورت میں طلبہ،

۴: پنج وقتہ نمازوں کی صورت میں اوقاتِ تعلیم،

۵: قرآن وحدیث کی صورت میں ایک بہترین نصابِ تعلیم کی سہولیات موجود ہیں۔

ضرورت صرف متحرک اور فکر مند ہونے کی ہے، جس کا نتیجہ ان شاء اللہ! اصلاحِ معاشرہ کی صورت میں نظر آئے گا۔ ذیل میں قرآن کریم کے ذکر کردہ اس لائحہ عمل کو تفصیل کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے: ۱-تلاوت، ۲-تعلیمِ کتاب، ۳-تعلیمِ حکمت، ۴-تزکیہ۔

تلاوت:

ائمہ مساجد سب سے پہلے اس بات کا جائزہ لیں کہ ان کے مقتدی قرآن کریم پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر پڑھ سکتے ہیں تو ان کو بہت شوق ومحبت کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کے مستقل معمول کا عادی بنایا جائے، تاکہ اسے بلاناغہ معمول بنالیں، جس کے نتیجے میں ان کے گھر، دفتر، دکان، مسجد، ہر جگہ تلاوتِ قرآن کریم کی گونج عام ہو جائے۔

تجوید وناظرہ قرآن:

اگر قرآن کریم نہیں پڑھا تو تجوید سیکھنے کے لئے ان کو تیار کیا جائے۔ تجویدِ قرآن ایک بہت مشکل عنوان ہے، لیکن حقیقت میں بہت آسان اور معمولی محنت کے ساتھ ہاتھ آنے والا فن ہے۔ مقتدیوں کو سہولت دی جائے کہ آپ فجر سے عشاء تک کسی بھی نماز کے بعد اپنی سہولت دیکھ کر کوئی بھی وقت متعین کرلیں اور روزانہ صرف ۲۰ منٹ نکال کر تجوید کے بنیادی قواعد سیکھ لیں (اس کام کے لئے قرأ حضرات کی خدمات لی جاسکتی ہیں) اور جب ان کی تجوید درست ہو جائے تو کلمہ، نماز، تسبیحات، آیۃ الکرسی، دعائے قنوت اور دعائیں وغیرہ سکھائی جائیں۔ (ان بنیادی امور کے سکھانے میں بالکل بھی دیر نہ کی جائے، بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ

سو سال سے زائد بہترین خدمت
ESTD 1880
ABS
ABDULLAH BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar, Mithader, Karachi. Ph:2546455, Cell:0301-2352363

ہمارے دروس میں مستقل حاضر مقتدی سے جب اس کا کلمہ سنا جاتا ہے تو وہ بھی درست نہیں ہوتا، جب کہ اسے واقعات و مسائل کی بڑی تفصیلات سے آگاہی حاصل ہوتی ہے) اس کے بعد قرآن کریم ناظرہ پڑھایا جائے اور ہوسکے تو فضائل کی مختلف سورتیں مثلاً یٰسین، رحمٰن، کہف اور عم پارہ وغیرہ حفظ کرایا جائے۔اس طرح ایک عام شخص کا دینیات اور قرآن کریم کی بنیاد کے ساتھ ایک مضبوط تعلق پیدا ہوجائے گا،ان شاءاللہ!

تعلیمِ کتاب:

تعلیمِ کتاب دراصل قرآنی اصطلاح میں اس وسیع تعلیم کا نام ہے،جس میں قرآن کریم کے پیغام کا ذکر آتا ہے۔اس وقت امتِ مسلمہ قرآن کریم کے پیغام سے کوسوں دور ہوچکی ہے،نہ قرآن کے الفاظ کی اہمیت کا اندازہ ہے اور نہ ہی اس کے معانی کی ضرورت کا ادراک۔جس طرح قرآن کے الفاظ (تفصیل گزر چکی) کی محنت ضروری ہے، ٹھیک اسی طرح ان الفاظ کے معانی و مفاہیم جن میں رب العالمین اپنے بندوں سے مخاطب ہیں، اس محنت کی بھی اتنی ہی ضرورت ہے۔

یہ امر مسلّم ہے کہ امت کا قرآن کریم کے ساتھ تعلق کمزور ہونے کا سب سے بڑا فائدہ ان مختلف گمراہ متجددین کو ہوا ہے جو امت کو اسی قرآن کے نام پر اپنی تاریخ وملت سے کاٹنے کی تگ و دو کرتے رہتے ہیں۔ یہ ایک عام شخص کو اپنے مخصوص فریبی انداز میں اسلامی تہذیب و تمدن سے متنفّر اور غیروں کے طرزِ فکر سے قریب کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ائمہ کرام مساجد میں قرآنی فکر کو بہت آسان اور معیاری انداز میں امت تک پہنچائیں، مدارس میں قرآن کریم کو جس محنت کے ساتھ ہمیں سکھایا گیا ہے،ضروری ہے کہ ہم بھی اس محنت کے بدلے قرآن کے پیغام کو پھیلانے کی سعی کریں۔قرآن کریم کے ذریعے عقائد ونظریات پر خاص طور پر محنت کی جائے، یہ ایسا دور ہے کہ جس میں باطل عقیدہ' فکر پر ہر پل حملہ آور ہے، آزادی، مساوات اور ترقی کے نام پر تابڑ توڑ حملے کئے جارہے ہیں، کثیر تعداد میں افراد اور وسائل صرف کئے جارہے ہیں، میڈیا، تعلیم ہر طرح سے کوشش کی جارہی ہے کہ ایک مسلمان کا عقیدہ کسی نہ کسی طرح کمزور یا مشکوک بنایا جائے۔ایسے موقع پر امام مسجد کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے تمام مقتدیوں کی فکر کرے اور کسی نہ کسی طرح انہیں باطل کے اس منظّم شکنجے سے نکال کر ان کے عقیدے کی اصلاح کرے، اس حوالے سے نوجوان اور خاص کر بے روزگار ساتھیوں کی بھرپور نگرانی کی جائے کہ کہیں وہ کسی این جی اوز کے جھانسے میں آکر اپنا معاش حاصل کرنے کی کوشش میں اپنے ایمانی سرمائے کو داؤ پر نہ لگادے۔

ان تمام مسائل کے حل کے لئے قرآن کریم بہترین اور دوٹوک رہنمائی فراہم کرتا ہے،جس سے ایمان وفکر میں پختگی،عزائم میں حوصلہ پیدا ہوجاتا ہے اور الحادی و مادّی تمام فتنوں کا سدّ باب ہوجاتا ہے۔اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنی مساجد میں دروسِ قرآن کی منظّم ترتیب بنائی جائے۔

۱-درسِ قرآن

درسِ قرآن کی وقت، ماحول اور ضرورت کے مطابق روزانہ، ہفتہ وار اور ماہانہ بہت سی صورتیں ہوسکتی ہیں:

۱-موضوعاتی درسِ قرآن

۲-سلسلہ وار درسِ قرآن (فاتحہ تاناس)

۳-درسِ مضامینِ قرآن (خلاصہ)

۴-درسِ احکام القرآن

۵-درسِ قصص القرآن

۶-درسِ تفسیر

درسِ تفسیر کا اصل طریقہ کار یہ ہے کہ اس کے لئے مستقل کچھ ساتھیوں کا انتخاب کیا جائے اوران مقتدی حضرات کو شریک کیا جائے جو تجوید و ناظرہ کے مراحل سے گزر چکے ہوں،جس کے بعد ان کو چند ماہ بنیادی عربی گرامر سکھلائی جائے اور اس کے بعد باقاعدہ قرآن کی تفسیر ایک فنی انداز میں پڑھائی جائے، اس کے نتیجے میں وہ قرآن کے مباحث کو ایک مضبوط انداز میں سمجھنے کے اہل بن سکیں گے۔

تعلیمِ حکمت:

مقاصدِ بعثت میں ایک اہم مقصد حکمت کی تعلیم ہے،جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرانقدر اور قیمتی ارشادات مراد ہیں،جس میں قرآن کریم کی تشریح و توضیح فرمائی گئی ہے۔ حدیث دراصل آپ کے اس مکمل طرزِ زندگی کا نام ہے، جسے قرآن ''اسوہ حسنہ'' کا نام دیتا ہے، جس کی خوبی یہ ہے کہ اس میں گود سے گور تک تمام تفصیلات موجود ہیں۔

حدیثِ رسول اور مکمل نظامِ حیات:

قرآن کریم کے نام پر جو مختلف گمراہ تحریکیں اٹھی ہیں،ان کے مختلف مقاصد میں ایک بہت بڑا مقصد یہ بھی تھا کہ امت کو کس طرح حدیث کے اس وسیع علمی ذخیرے سے دور کیا جائے،جس میں زندگی گزارنے کی چھوٹی بڑی تمام تفصیلات موجود ہیں اور یہ کام مختلف حربوں سے کیا گیا،جس میں

حدیث کے تاریخی اور حفاظتی استناد، حدیث کی معیاری حیثیت وغیرہ پر سوال اٹھانا اور کفایتِ قرآن کے نعروں کا بلند کرنا شامل ہے۔

اس کے علاوہ دورِ حاضر میں مغربی تہذیب نے ہمیں جو سیکولرازم اور لبرل ازم کا تحفہ دیا ہے، اس میں بھی دراصل یہی خواہش پنہاں ہے کہ کس طرح امت مسلمہ کو اس کے اصل دھارے سے ہٹایا جائے، جس کی آسان تدبیر ان کو یہ سوجھی کہ ذخیرۂ حدیث کے مجموعے ہی کو مشکوک ٹھہرایا جائے، تاکہ امت فقط قرآن کا نعرہ لگا لگا کر تھک جائے اور ان کی تمام تر زندگی اور طرزِ زندگی مغربی دجالی تہذیب کے مطابق بن جائے۔

حدیث درحقیقت آپ کے ان قرآنی اصولوں کی تشریح ہے جو ہماری زندگی کے ہر موڑ پر ہاتھ پکڑ پکڑ کر رہنمائی کا کام دیتی ہے اور ہمیں ایک آزاد، مادیت اور خواہش پرست انسان بننے کی بجائے عبدیت کے تقاضے سمجھاتی ہے۔ کتب حدیث کی فہرست دیکھ کر اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ حدیث ہمیں زندگی کے تمام ہی نشیب وفراز سے باخبر رکھتی ہے، جن میں ’’کتاب الایمان، کتاب الصلوٰۃ، کتاب الصوم، کتاب الحج، کتاب الدعوات، کتاب الجنائز، کتاب الزکوٰۃ، کتاب الآداب، کتاب الاخلاق، کتاب المعاشرۃ، کتاب المعاملات، کتاب المناقب، کتاب الفتن‘‘ وغیرہ شامل ہیں۔

اس مختصر سی فہرست سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ احادیث کا مجموعہ صرف عقائد اور عبادات تک محدود نہیں، بلکہ حدیث کا ذخیرہ ہمیں اپنی مکمل زندگی میں مکمل دین پر عمل کرنے کی طرف متوجہ کرتا ہے اور یہی پہلو آج کی سیکولر فکر کے لئے کاٹ کا درجہ رکھتا ہے، جسے وہ کسی صورت برداشت نہیں کرسکتے۔

ائمہ مساجد اپنے ہاں تجوید وقرآن کے ساتھ ساتھ اپنے مقتدیوں کو حدیث کے اس تفصیلی رنگ میں رنگنے کا موقع ضائع ہونے نہ دیں، بلکہ پیغامِ رسول کو اپنے ماحول وحالات کی مناسبت سے خوب عام کریں اور اس کے لئے درج ذیل تجاویز پر غور کیا جاسکتا ہے:

درسِ حدیث تفصیلی:

اس درس کا اصل مقصد عوام الناس کے سامنے دین کی مکمل اور تفصیلی ہدایات کو پیش کرنا ہے، جس سے ان کو اپنی مکمل زندگی دین کے مطابق گزارنے کا طریقہ سیکھنے کو ملے جو ان کو نظریات، عبادات، (نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج)، اخلاقیات، معاشرت، معاملات اور تعلیمی، قانونی، سماجی، سیاسی، اخلاقی، تجارتی، گھریلو، معاشی وغیرہ ہر طرح سے تفصیلی رہنمائی پیش کرتا ہو۔ اس درس میں شریک ہو کر اس بات کا احساس وفکر بیدار ہو جائے کہ مجھے اس مکمل دین کو سیکھ کر اس پر عمل کرنا ہے جو میری ذات سے شروع ہو کر معاشرہ اور معاشرے سے لے کر ریاست تک مکمل رہنمائی فراہم کرتا ہے، یعنی میں اپنی زندگی کے تمام معاملات میں اللہ اور اس کے رسول کی تعلیمات کا پابند بن جاؤں۔

آپ حدیث کے صرف ایک پہلو کو سمجھ لیں تو اس کی وسعت کا اندازہ ہو جائے گا، مثلاً حقوق اللہ کی بیشتر تفصیلات ایمان اور صلاۃ، زکوٰۃ، حج، اور صوم کے ابواب میں ذکر کی جاتی ہیں اور حقوق العباد کی تفصیل ’’کتاب المعاشرۃ‘‘ میں رکھی گئی ہیں، جس میں والدین، رشتہ دار، پڑوسی، یتیم، مسکین، میاں، بیوی اور بچے شامل ہیں۔ ان تمام کے حقوق کا خیال رکھنے سے ہی ایک ذمہ دار فرد اور صالح معاشرے کا قیام ممکن ہو جاتا ہے۔

درسِ حدیث موضوعاتی:

اس میں احادیث کے ان پہلوؤں کو اجاگر کیا جائے جو اس وقت کی مخصوص ضرورت کی طرف متوجہ کرتی ہوں، جیسے میڈیا میں ٹاک شوز رکھے جاتے ہیں اور ان میں کسی ایک عنوان پر تبادلۂ خیال کیا جاتا ہے، جسے عام لوگ بہت ہی توجہ اور دلچسپی کے ساتھ سنتے ہیں اور میڈیا ہمیشہ ایسے مسائل کی طرف متوجہ کرتا ہے، جن سے عام لوگوں کا واسطہ زیادہ پڑتا ہے اور افسوس ہے کہ اس عنوان پر کی جانے والی مکمل بات مادی تناظر میں کی جاتی ہے اور اس سے متعلق کوئی شرعی رہنمائی کا گمان بھی نہیں کیا جاتا۔ ایسے موقع پر ائمہ حضرات عوام الناس کو ان مسائل سے متعلق شرعی رہنمائی فراہم کریں۔ (جاری ہے)

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 2514972-2531133

حضرت پیر سیّد مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ

(پیدائش:۱۸۳۹ء......وفات:۱۱رمئی ۱۹۳۷ء)

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

نام ونسب:

قبلۂ عالم حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ گولڑہ شریف کا سلسلہ پچیس واسطوں سے قطب عالم حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ المعروف ''حضرت غوث اعظم'' اور چھتیس واسطوں سے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔ آپ نجیب الطرفین سید ہیں۔ آپ کے اجداد کرام بغداد سے ہجرت کرکے ہندوستان کے صوبہ بنگال تشریف لائے تھے۔ آپ کے والد محترم حضرت سید پیر نذر الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے جد امجد پیر سید روشن دین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کچھ اقرباء کے ہمراہ زیارت حرمین کے لئے تشریف لے گئے۔ واپسی پر قصبہ گولڑہ جو اس وقت پاکستان کے دارالحکومت اسلام آباد کی حدود میں شامل ہے، میں مستقل سکونت اختیار کرلی۔ بعد میں اپنے دیگر اہل خانہ کو بھی یہیں بلوالیا۔

ولادت:

حضرت قبلہ پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ یکم رمضان المبارک ۱۲۷۵ھ (۱۸۳۹ء) بروز سوموار پیدا ہوئے۔ یہ وہ دور تھا جب ہندوستان پر انگریزی استبداد کا مکمل قبضہ ہوچکا تھا۔ سلطنت مغلیہ ہمیشہ کے لئے دم توڑ چکی تھی اور برصغیر کے نامی گرامی علماء یا تو قید وبند کی صعوبتوں سے گزر رہے تھے، یا عالم آخرت سدھار گئے تھے یا ہجرت کرکے برصغیر سے رخصت ہوچکے تھے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش کے متعلق آپ کے خاندان میں پہلے سے بشارتیں چلی آرہی تھیں۔ آپ کی پیدائش سے پہلے ایک مجذوب نے آپ کے گھر آکر آپ کے والد کو آپ کی رفعت اور خوش بختی کی خوشخبری دی تھی۔ آپ نے اپنی خودنوشتہ حالات میں خود لکھا ہے کہ بچپن میں مجھے آبادی سے ایک گونہ وحشت اور ویرانوں میں جی لگنے کا احساس ہوتا تھا۔ میں اتنا چھوٹا تھا کہ گھر کے دروازے والی زنجیر تک میرا ہاتھ نہ پہنچتا تھا۔ لیکن رات کو جب والدین سو جاتے تو میں کسی چیز کا سہارا لے کر اسے کھولتا اور باہر نکل جاتا۔ رات کا اکثر حصہ سامنے والے پہاڑی نالہ کے کھڈوں اور جھاڑیوں میں گزارتا۔ مجھے تنہائی سے ناقابل بیان حد تک انس ہوگیا تھا۔

''سیف چشتیائی'' میں آپ کے حوالے سے منقول ہے کہ: ''سات برس کی عمر میں خواب میں شیطان سے میری کشتی ہوئی۔ شیطان نے مجھے کہا آؤ میرے ساتھ کشتی لڑو۔ کافی دیر قوت آزمائی کے بعد آخرکار میں نے اسے ہرادیا۔''

تعلیم وتعلم:

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے گھر اور نواحی علاقہ بھوئی وغیرہ میں حاصل کی۔ قرآن پاک کی تعلیم کے وقت آپ کی عمر اتنی کم تھی کہ خادم اٹھا کر آپ کو خانقاہ لے جاتا اور واپس لاتا۔ حافظہ کی یہ حالت تھی کہ ناظرہ قرآن کا روزانہ جو سبق پڑھتے وہ آپ کو حفظ ہوجاتا۔ جب ناظرہ قرآن ختم کیا۔ اس وقت بیشتر قرآن آپ کو حفظ ہوچکا تھا۔ عربی، فارسی اور نحو وصرف کی تعلیم کے لئے والد محترم پیر سید نذر الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو علاقہ پکھلی ہزارہ کے مولانا غلام محی الدین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس داخل کرایا۔ مولانا غلام محی الدین رحمۃ اللہ علیہ سے آپ نے کافیہ تک اسباق پڑھے۔ مزید تعلیم کے لئے آپ حسن ابدال کے مشہور ومعروف عالم حضرت مولانا محمد شفیع قریشی رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ درس میں شامل ہوگئے۔ یہاں کچھ عرصہ علوم وفنون کی کچھ کتابیں پڑھیں۔ بعدازاں آپ علی گڑھ کی مشہور علمی شخصیت حضرت مولانا لطف اللہ علی گڑھی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تشریف لے گئے۔ یہاں آپ نے قریباً اڑھائی سال تعلیم حاصل کی۔ اپنی قابلیت، للّٰہیت اور مثالی کردار کے باعث حضرت مولانا لطف اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے منظور نظر تھے۔ حدیث شریف پڑھنے کے لئے آپ سہارنپور کے مشہور محدث حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے۔ حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ سے آپ نے حدیث کی دو مشہور کتابیں صحیح بخاری اور صحیح مسلم پڑھیں۔ آپ حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کے آخری

شاگردوں میں سے تھے۔آپ کی ذہانت، خوش خلقی اور علمی شوق وذوق کے پیش نظر حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ آپ کو بہت عزیز رکھتے تھے۔

آپ کو تعلیم وتعلم میں اتنا انہماک اور شوق ورغبت تھی کہ تعلیم حاصل کرنے کے دوران آپ چھوٹے درجات کے طلبہ کو پڑھاتے بھی تھے۔ مطالعہ میں ایسا غرق رہتے کہ بسا اوقات سردیوں کی پوری پوری رات مطالعہ کرتے گزر جاتی اور آپ کو احساس نہ ہوتا۔تقریباً ۲۰ سال کی عمر میں آپ نے علوم وفنون کی تکمیل کی اور اپنے وطن مالوف ’’گولڑہ شریف‘‘ واپس تشریف لائے۔ مراجعت وطن کے بعد آپ خانقاہ گولڑہ شریف میں ہی تدریس میں مشغول ہوگئے۔آپ کے ابتدائی درس میں تقریباً ۵۰ طلباء شریک تھے۔جن کو حسب مراتب آپ نے پڑھانا شروع کیا۔

مسجد ضرار کے مسئلہ پر حضرتؒ کا علمی مؤقف:

دوران تدریس قطبال ضلع کیمبل پور کے علماء کے درمیان ایک مسجد پر تنازعہ ہوا۔دو فریق بن گئے۔ایک فریق اس مسجد کو ضرار کہنے پر اصرار کر رہا تھا۔چنانچہ دونوں فریقوں کے درمیان مناظرہ طے ہوا۔آپ بھی وہاں کے مقامی حضرات کی دعوت پر وہاں تشریف لے گئے۔مسجد کو ضرار کہنے والے فریق سے آپ نے پوچھا کہ آپ کس بنیاد پر اس مسجد کو ’’ضرار‘‘ کہنے پر مصر ہیں۔اس نے مسجد ضرار کے متعلق نازل شدہ آیت تلاوت کر کے کہا کہ ضرار کہنے کی علت ’’تفریق بین المؤمنین‘‘ ہے۔آپ نے برجستہ فرمایا کہ صرف تفریق بین المؤمنین کو علت بنانا درست نہیں۔آیت میں مسجد ضرار کہلانے کی چار علتیں بیان ہوئی ہیں۔’’ضراراً، کفراً، تفریقاً بین المؤمنین، ارصاد المن حارب اللہ ورسولہ‘‘ آپ کی دلیل پر حکم مرتب نہیں ہوتا۔ آپ کے اس مضبوط استدلال سے فریق مخالف نے فوراً اپنے مؤقف سے رجوع کرلیا۔

سلوک وتصوف:

حصول تعلیم کے دوران آپ کوئی مرتبہ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے کا موقع ملا۔حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ پر خصوصی شفقت فرماتے تھے۔جب ہندوستان سے فارغ التحصیل ہوکر آپ واپس پہنچے تو سیال شریف میں حاضر ہوکر سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ میں حضرت خواجہ سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔حضرت خواجہ سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے علمی وعرفانی کمالات کے پیش نظر اپنے وصال سے کچھ عرصہ قبل آپ کو تمام اشتغال ووظائف کی اجازت عامہ اور بیعت وارشاد کا منصب عطاء فرمایا۔حضرت خواجہ سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں قبلہ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ زیادہ تر مقامی درس وتدریس، ریاضات وعبادت اور وقتاً فوقتاً خانقاہ سیال شریف کی حاضری اور استفادہ پر رہی۔۱۳۰۰ھ میں حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ کی وفات کے بعد آپ نے علوم رسمیہ کی تعلیم وتدریس کو خیر باد کہا اور جہاں گردی اور صحراء نوردی اختیار فرمائی۔آپ نے ہندو پاک کے تمام بزرگوں، اقطاب وابدال کے ہاں حاضری دی اور استفادہ فرمایا۔ملتان میں حضرت خواجہ بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر کافی عرصہ مراقبہ فرمایا۔اجمیر شریف کا سفر کیا۔پاکپتن شریف سے اکتساب فیض کیا۔شیخ خواجہ سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد سے سات سال آپ مسلسل غم واندوہ کی کیفیت میں رہے۔صحراؤں، بیابانوں میں راتیں گزاریں۔ ابدال و اقطاب کے مزاروں کی مہینوں، ہفتوں جاروب کشی کی۔

سفر حجاز:

’’مہر منیر‘‘ میں لکھا ہے کہ ایک روز آپ لاہور میں ایک مقام پر تشریف فرما تھے کہ ایک صاحب نے آنحضرت ﷺ کی شان میں کچھ شوقیہ اور کچھ فراقیہ اشعار پڑھے۔ جیسے ہی وہ اشعار آپ کی سماعت سے ٹکرائے۔آپ پر رقت طاری ہوگئی۔اچانک اٹھ کر ریلوے اسٹیشن کی طرف چل پڑے اور اپنے ایک مرید کو کہلا بھیجا کہ میرے وظائف ولوازمات سفر اسٹیشن پر پہنچا دو۔جب مطلوبہ سامان پہنچ گیا تو کسی سے کوئی بات کہے بغیر ٹرین میں سوار ہوئے اور حجاز مقدس کے سفر پر چل نکلے۔حجاز مقدس میں قیام کے دوران حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کا تعلق خاطر بنا۔ان کی مجالس میں بیٹھنے لگے۔کچھ ہی عرصہ بعد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو اپنے سلسلہ چشتیہ صابریہ میں اعزازاً خلافت سے نوازا۔حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ سے خصوصی شفقت ومحبت فرماتے تھے۔

حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خود نوشتہ حالات میں یہ بات لکھی ہے کہ مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران ایک وقت ایسا آیا کہ مجھے خیال ہوا کہ مکہ مکرمہ میں اپنی رہائش رکھ لوں۔حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بطور تکشف میرے ارادے کو بھانپتے ہوئے مجھ سے فرمایا:

”پنجاب میں عنقریب ایک فتنہ نمودار ہونے والا ہے جس کے سدباب میں آپ کی کوشش اور جدوجہد کی ضرورت ہوگی۔ آپ کو چاہیے کہ اپنے علاقے میں واپس تشریف لے جا کر اس فتنے کا سد باب کریں۔“ آپ فرماتے ہیں: ”مجھے بعد میں اندازہ ہوا کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مراد فتنہ قادیانیت تھا۔“ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی حسب ہدایت آپ وطن مالوف واپس تشریف لائے اور گولڑہ شریف میں مسند نشین ہوکر دعوت و اصلاح کا کام شروع فرمایا۔

تردید قادیانیت اور پیرمہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت پیرمہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتب ”سیف چشتیائی“ میں لکھا ہے: ”بچپن میں میں نے خواب دیکھا کہ دجال مشرق کی طرف سے آرہا ہے۔ اس کی ایک آنکھ پھوٹی ہوئی ہے۔ اس نے مجھے کہا کہو خدا ایک نہیں، میں نے کہا مردود! خدا تو ایک ہی ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ اس نے چند قدم میری طرف بڑھائے اور مجھ پر تلوار کا وار کیا۔ میں اس کے وار سے بچ گیا۔ اس نے دوبارہ وہی بات کی۔ میں نے ویسا جواب دیا۔ اس نے مجھ پر دوبارہ وار کیا۔ میں دوبارہ بھی بچ گیا۔ تین دفعہ اس نے مجھ پر حملہ کیا۔ لیکن تلوار میرے سر کے اوپر سے گزر جاتی اور میں بچ جاتا۔“ (سیف چشتیائی، ص:۴۵۴)

یہ اور دیگر چند ایک حوالہ جات ہیں جن سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ قدرت حق نے تردید مرزائیت کے لئے آپ کا انتخاب کیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ایک لادین حکومت کی الحاد پرور فضا میں ایک مدعی نبوت کے خلاف آپ نے کامیاب قلمی اور لسانی جہاد کیا۔ حتیٰ کہ اس محاذ پر مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر کی طرف سے آپ قائد تسلیم کئے گئے اور آپ کی تصانیف تردید مرزائیت میں بے نظیر شاہکار قرار دی گئیں۔ ان تصانیف کو مشعل راہ بنا کر تحریر وتقریر کے مجاہدین کا ایک جم غفیر کمربستہ ہوکر میدان میں آیا اور ان کی مساعی فی سبیل اللہ کی بدولت آج دنیائے اسلام میں ایک عام انسان بھی ختم رسالت کی قادیانی تاویل کو کفر سمجھتا ہے اور قادیانیت اس ملک میں ایک علیحدہ، امتیازی اور لاتعلق اقلیت بن کر رہ گئی۔ ردقادیانیت کے حوالے سے آپ کے تحریر کردہ رسائل پر ایک نظر دوڑا کر آگے بڑھتے ہیں۔

۱……ہدیۃ الرسول:

یہ رسالہ آپ نے مرزاقادیانی کی کتاب ”ایام الصلح، فارسی“ کے جواب میں لکھا ہے۔ مرزاقادیانی نے افغانستان کے مسلمانوں کو مرتد بنانے اور اپنے حلقہ ارادت میں لانے کے لئے یہ رسالہ فارسی زبان میں لکھا تھا۔ آپ نے ”ہدیۃ الرسول“ بھی فارسی زبان میں لکھی تاکہ ہدیۃ الرسول سے سادہ لوح افغانی مسلمان گمراہ ہونے سے بچ سکیں۔

۲……شمس الہدایۃ:

مرزاقادیانی نے افغانستان کے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی اپنی سازش جب ناکام ہوتے دیکھی تو اس نے اپنے قلم کی باگ موڑ کر اردوزبان میں اپنے نظریات کے پرچار کا اہتمام کیا۔ حضرت پیرصاحب رحمۃ اللہ علیہ نے وقت کی ضرورت کے پیش نظر کو اردوزبان میں ”شمس الہدایۃ“ کے نام سے ایک معرکۃ الآراء کتاب تصنیف کی۔

۳……سیف چشتیائی:

مرزاقادیانی نے کتاب ”اعجازالمسیح“ لکھی جس میں اس ابلیسی القاء کے مطابق سورۂ فاتحہ کی تفسیر کی تھی۔ مرزے کے ایک امتی مولوی احسن امروہی نے ”شمس بازغہ“ لکھی۔ ان دونوں کتابوں کے رد میں آپ نے سیف چشتیائی تحریر فرمائی۔ جس میں آپ نے مرزاقادیانی کے بخیئے ادھیڑ دیئے۔ اس کے بعد مرزاقادیانی بدزبانی پر اتر آیا اور آپ کو الہامی گالیوں اور سب وشتم کا نشانہ بنائے رکھا۔

مناظرہ لاہور:

۲۲/جولائی ۱۹۰۰ء کو مرزاقادیانی نے ایک اشتہار جاری کیا۔ جس میں پیرمہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو لاہور میں مناظرہ، تفسیر نویسی، حیات مسیح پر مناظرہ کی دعوت دی۔ حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دعوت قبول فرمائی۔ ۲۵/اگست کو مناظرہ کی تاریخ طے ہوگئی۔ اس مناظرہ سے قبل مرزاقادیانی نے اپنی حقانیت کی بہت زیادہ ڈینگیں ماری تھیں۔ اپنے مریدین کو ”الہامی“ بشارتیں سنائی تھیں کہ اس مباحثہ میں عظیم الشان فتح ہوگی۔ جس کی خوشی میں کئی ”اہل باطل“ میری بیعت میں داخل ہوجائیں گے۔

اس معرکہ میں تمام مکاتب فکر کے مسلمان ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوگئے تھے اور قادیانیت کے محاذ پر پیرصاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا سربراہ اور نمائندہ بنانے کا اعلان کیا۔ حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۲۴/اگست کو علماء وعوام کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ لاہور پہنچے۔ پہنچنے سے قبل آپ نے مرزاقادیانی کو بذریعہ تار یہ اطلاع دے رکھی تھی کہ میں لاہور آرہا ہوں۔ آپ بھی تشریف لے

آ ئیں۔ مباحثہ کا انعقاد شاہی مسجد میں طے پایا تھا۔اس لئے ۲۵/اگست کو پولیس نے حفظ وامان کے تمام انتظامات کر رکھے تھے۔ ۲۵ اور ۲۶/اگست دو دن مرزا قادیانی کا انتظار ہوتا رہا۔ مرزائی خود بھی بڑے پرامید تھے کہ کچھ بھی ہو لیکن آج ہمارے ’’پیغمبر‘‘ نے آنا ہے اور حق وباطل طشت ازبام ہونا ہے۔لیکن مرزا قادیانی کو نہ آنا تھا اور نہ آئے۔

مرزا قادیانی کے نہ آنے سے قادیانی جماعت میں بہت انتشار پیدا ہوگیا۔بعض دائرہ اسلام میں داخل ہوگئے اور بعض سخت مایوسی کی کیفیت میں خانہ نشین ہوگئے۔لاہوری جماعت کے بعض مرزائی حضرت پیر صاحب کے پاس آ گئے اور ان سے کہا: ’’آپ حضرت مرزا صاحب کے ساتھ مباہلہ کیوں نہیں کرتے کہ ایک اندھے، اپاہج کے حق میں مرزا صاحب دعا کریں اور ایک اندھے اپاہج کے حق میں آپ دعا کریں جو برحق ہو اس کی دعا قبول ہوجائے گی۔‘‘

حضرت پیر صاحب نے فرمایا کہ مرزا سے کہہ دیں کہ اگر مُردے بھی زندہ کرنے ہوں تو آ جائیں۔میں اس پر مباہلہ کرنے کو تیار ہوں۔

حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق مرزا کی پیشین گوئی:

مناظرہ لاہور میں منہ کی کھانے کے بعد مرزا قادیانی نے حسب عادت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے چھیڑ خانی شروع کی اور ایک پیشین گوئی کی کہ ’’جیٹھ‘‘ کے مہینے میں پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ مر جائیں گے۔اس پیشین گوئی کا سن کر آپ کے متعلقین میں بے چینی پھیل گئی کہ کہیں مرزے کی پیشین گوئی سچی ثابت کرنے کے لئے کوئی قادیانی حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر حملہ نہ کر دیں۔ استدعا کی گئی کہ حفاظت کا معقول انتظام ہونا چاہئے۔حضرت نے ان کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا: ’’میاں موت تو برحق ہے۔ ہر ایک نے مرنا ہے۔لیکن تسلی رکھیں ہم اس جیٹھ میں نہیں مریں گے۔‘‘

خدا کی شان، اللہ تعالیٰ نے آپ کی بات کو بالکل حق اور سچ کر کے دکھایا۔آپ زندہ باصحت و بعافیت رہے۔جب کہ اگلے جیٹھ میں مرزا مردار ہوکر جہنم رسید ہوگیا۔

سفر آخرت:

آپ کا وصال ۲۹/صفر ۱۳۵۶ھ، بمطابق ۱۱/مئی ۱۹۳۷ء کو ہوا، اور آپ کی تدفین دارالحکومت اسلام آباد کے مشہور شہر گولڑہ میں ہوئی۔آپ کے جنازے میں تمام مکاتب فکر کے لاکھوں مسلمانوں نے شرکت کی۔بعض روایات کے مطابق جنازے کے پیچھے ہندو، سکھ اور عیسائی بھی ہاتھ باندھے کھڑے، اظہار غم کر رہے تھے۔زیادہ رش کی وجہ سے محکمہ ریلوے کی طرف اسپیشل ٹرینوں کا انتظام کیا گیا تھا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً!

حجاز کے مبارک سفر مکہ معظّمہ میں حاجی امداداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی، جو ایک صحیح صاحب کشف انسان تھے۔جب ان کو میری آزاد اور بے باک طبیعت کا علم ہوا تو شدید اصرار اور تاکید سے حکم دیا کہ چونکہ عنقریب ہندوستان میں ایک فتنہ ظاہر ہونا ہے۔لہٰذا تم وطن واپس جاؤ۔اگر بالفرض تم خاموش بھی رہو گے تو بھی یہ فتنہ ترقی نہ کر سکے گا اور اس طرح ملک میں آرام رہے گا۔چنانچہ میں پورے وثوق کے ساتھ حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس کشف کو مرزا قادیانی کے فتنے سے تعبیر کرتا ہوں۔

اور آنحضرت ﷺ نے بھی خواب میں مجھے حکم دیا کہ: ’’یہ مرزا قادیانی غلط تاویل کی قینچی سے میری احادیث کے ٹکڑے ٹکڑے کر رہا ہے اور تو خاموش ہے؟‘‘

سیّدنا مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے حجرے میں آنکھیں بند کئے بحالت بیداری دیکھا کہ آنحضرت ﷺ قعدہ کی حالت میں جلوس فرما ہیں۔حضور ﷺ سے چار بالشت کے فاصلے پر پیر صاحب باادب بیٹھے ہیں، لیکن مرزا غلام احمد اس جگہ سے دور حضور ﷺ کی طرف پیٹھ کئے بیٹھا ہے۔(تحریک ختم نبوت ص۵۰)

مرزا کی دجال سے مشابہت:

حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ قبلہ نے سیف چشتیائی میں دجال کی صورت سے متعلق اپنے بچپن کا ایک خواب لکھا ہے کہ وہ مرزا قادیانی سے ہوبہو مشابہت رکھتا تھا۔(تحریک ختم نبوت ص۵۰)

دوروحانی چیلنج:

جب مرزا قادیانی کی تعلّیاں بہت بڑھ گئیں تو حضرت قبلۂ عالم نے ان کی ’’ملہمانہ‘‘ شوخیوں کا تجزیہ کرتے ہوئے دو روحانی چیلنج کئے۔ایک یہ کہ کاغذ پر قلم چھوڑ دو، سچا قلم خودبخود چلے گا اور تفسیر قرآن لکھ دے گا۔دوسرا یہ کہ حسب وعدہ شاہی مسجد میں آ ؤ۔ہم دونوں اس کے مینار پر چڑھ کر چھلانگ لگاتے ہیں جو سچا ہوگا وہ بچ جائے گا۔ جو کاذب ہوگا مرجائے گا۔ مرزا قادیانی نے جواب میں اس طرح چپ سادھی گویا دنیا سے رخصت ہوگئے ہیں۔

(تحریک ختم نبوت ص۵۲)

☆☆..........☆☆

کارِ نبوت کا ایک اہم شعبہ

تزکیہ و احسان

چوتھی قسط

حضرت مولانا مفتی خالد محمود مدظلہ

خانقاہی نظام:

اس اِصلاح و اِرشاد کے لئے ان بزرگانِ دِین نے جگہ جگہ خانقاہیں قائم کیں، یہ خانقاہیں انسانیت کی صحت گاہیں ہیں، جہاں دَم توڑتی انسانیت کا علاج اور بجھتی ہوئی دِل کی شمع کو پھر سے روشن کیا جاتا ہے، لوگ سمجھتے ہیں کہ خانقاہ کا مقصد ذِکر کی چند ضربیں لگانا، یا کسی کو تعویذ دے دینا، کسی مریض کو جھاڑ پھونک کرنا ہے، یہ انتہائی ناقص تصور، بلکہ خانقاہی نظام کے مقاصد کے برعکس بات ہے، حضرت مولانا سیّد ابوالحسن علی ندویؒ ان خانقاہوں کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”جنہوں نے ہندوستان میں فقر وتصوف کی تاریخ پڑھی ہے یا کبھی اس مقصد وذوق کے ساتھ اس ملک کا سفر کیا ہے، وہ جانتے ہیں کہ جس طرح شیر شاہ سوریؒ نے اپنی تاریخی شاہراہ پر دورویہ تھوڑے تھوڑے فاصلے سے کارواں سرائیں تعمیر کرائی تھیں، جہاں مسافر قیام کرتے، خوراک، حفاظت اور آرام کی جگہ پاتے اور راہ کی خستگی وماندگی دُور کرکے تازہ دَم ہوکر اپنا سفر شروع کرتے، اسی طرح فیاض دِل اور فیاض رُوح درویشوں اور اِنسانیت کے چارہ سازوں نے زندگی کے تھکے ہارے مسافروں اور مادّیت کے تقاضوں اور مطالبوں سے پامال کئے ہوئے انسانوں کے لئے جن کو اپنے دِل کی زندگی دَم توڑتی اور رُوح کا شعلہ بجھتا نظر آتا تھا، ایسی پناہ گاہیں اور کارواں سرائیں تعمیر کی تھیں جہاں کچھ دن ٹھہر کر دِل کے چراغ کی لو، نیا روغن اور روشنی پاتی، افسردہ قویٰ میں تازگی اور رُوح میں جلاء پیدا ہوتی، غفلت اور معاصی کے مقابلہ کرنے اور اِسلام کے پل صراط پر اِحتیاط وثبات کے ساتھ چلنے کا عزم اور قوت پیدا ہوتی، قوی الارادہ اور صاحبِ عزیمت لوگوں کی ہمت وقوت دیکھ کر اپنے کمزور ارادے میں قوت اور اپنی ضعیف ومذبذب طبیعت میں ہمت محسوس ہوتی، فرائض کے پابند، سُنن وآداب کے پابند بنتے، غافل، ذاکر، نمازوں میں سستی کرنے والے شب بیدار بن جاتے، اسباب کے پرستار اور مادّیت کے گرفتار جو مستقبل کے خوف اور فقر وفاقہ کے ڈَر سے ہمیشہ لرزاں اور ترساں رہتے، اور تدبیر ووسائل کو رازقِ حقیقی سمجھتے، وہ ایک درویش خدامست کے توکل وتبتل کا منظر اور اللہ تعالیٰ کے مسبّب الاسبابی کا تماشا دیکھ کر توکل کے مفہوم سے آشنا اور یقین کی دولت سے بہرہ یاب ہوتے۔“ (سوانح حضرت عبدالقادر رائے پوریؒ، ص:۱۰۷، ۱۰۸)

حضرت اقدس شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں خانقاہ کا مفہوم اور مقصد پڑھیے، حضرت فرماتے ہیں:

”آج آپ سے کوئی پوچھے کہ تزکیۂ نفس کیا ہے؟ خانقاہوں میں کیا ہوتا ہے؟ تو بتادیجیے کہ خانقاہ یُـزَکِّیْهِـمْ کا مظہر ہے۔ خانقاہ وہ ہے جہاں جاہ کا جیم اور باہ کی باء نکالی جائے اور خالص آہ رہ جائے تو آہ اور اللہ میں کوئی فاصلہ نہیں ہے، ہماری آہ کو اللہ نے اپنی آغوش میں لے رکھا ہے۔ جہاں آہ کو جاہ اور باہ سے پاک کیا جائے یعنی جہاں جاہ وتکبر مٹایا جائے اور باہ وشہوت، بدنظری اور عشق غیر اللہ سے دل کو پاک کیا جائے اس کا نام خانقاہ ہے۔ خانقاہ نام حلوہ کھانے کا نہیں ہے جیسا کہ عام لوگ سمجھتے ہیں۔ خانقاہ کی تعریف پر میرا شعر ہے:

اہلِ دل کے دل سے نکلے آہ آہ
بس وہی اختر ہے اصلی خانقاہ

اور اگر یہ نہیں ہے تو پھر وہ خانقاہ نہیں ہے خواہ مخواہ ہے اور شاہ صاحب کیا ہیں سیاہ صاحب ہیں۔

”ہمارے ہاں خانقاہ میں لکھا ہوا ہے کہ یہاں سیاسی گفتگو ممنوع ہے۔ یعنی خالص اللہ ہو، اللہ تعالیٰ کی خالص محبت ہو، آپ خالص دودھ چاہتے ہیں یا پانی کی ملاوٹ والا

دودھ پسند کرتے ہیں؟ تو خانقاہ کو آہ کے لئے خالص رکھو۔ میرا شعر ہے:

اہلِ دل کے دل سے نکلے آہ آہ
بس وہی اختر ہے اصلی خانقاہ

خانقاہ وہ جگہ ہے جہاں آہ میں باہ نہ ملائی جائے، نہ جاہ ملاؤ، خانقاہ نام ہے خالص آہ کا، جس میں نہ جاہ ہو نہ باہ ہو یعنی شہوت نفسانی نہ ہو، بدنظری نہ ہو اور جاہ نہ ہو۔ یہی دو بڑی بیماریاں ہیں، جاہ اور باہ۔ اگر جاہ سے جیم نکل جائے اور باہ سے با نکل جائے تو خالص آہ رہ جائے گی، اب آہ میں اور اللہ میں کوئی فاصلہ نہیں ہے، انہی دو بیماریوں کی اصلاح کے لئے شیخ بنایا جاتا ہے، شیخ روحانی ڈاکٹر ہے، شیخ منع کرتا ہے کہ دیکھو نظر کی حفاظت کرنا ورنہ اگر تم رسوا ہوئے تو ہماری ذمہ داری نہیں، اب اگر چھپ چھپ کر شیخ کی تعلیمات کی خلاف کوئی کام کرتا ہے تو بتاؤ! شیخ کی کیا ذمہ داری ہے، یہ خود اپنے پیر پر کلہاڑی مار رہا ہے۔ اسی طرح دوسری بیماری جاہ ہے، تکبر نہ کرو، اکڑ کر مت چلو، اگر موبائل سنا ہے تو کمر کو ٹیڑھی مت کرو، ذرا تواضع سے رہو جیسے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مکہ شریف جب فتح فرمایا تو آپ جھک گئے اور اتنا جھکے کہ ڈاڑھی مبارک کجاوے سے لگ گئی۔ ایک انگریز مؤرخ کافر ہو کر لکھتا ہے کہ اگر مسلمانوں کا یہ پیغمبر سچا نہ ہوتا، اگر یہ بادشاہ ہوتا تو اس وقت تکبر میں آجاتا اور اکڑ کے چلتا، آنکھیں لال ہوتیں کہ تم لوگوں نے مجھے بہت ستایا تھا، آج میں نے تمہارا ملک فتح کرلیا ہے، اب تمہاری خیر نہیں، اب تمہاری اینٹ سے اینٹ بجادوں گا۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم بجائے اکڑفوں کے تواضع سے جھکتے چلے گئے، آپ عظمتِ الٰہیہ سے دب گئے یہاں تک کہ ڈاڑھی مبارک کجاوے سے لگ گئی۔ جو عظمتِ الٰہیہ سے دبا ہوتا ہے وہ کیسے گناہ کرے گا؟ وہ کیسے بدنظری کرے گا؟ جو لوگ گناہ کرتے ہیں یہ غافلین کی جماعت ہے گو صورتاً یَـقْـظَـان لوگ ہیں، لیکن صورت بنانے سے کام نہیں چلتا، سیرت بھی بناؤ، سیرتِ اولیاء میں کارِ شیطانی مت کرو۔

(خزائن شریعت ص ۳۲۵، ۳۲۶)

’’میرے شیخ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے ایک تبلیغی مرکز کے بہت بڑے اجتماع میں فرمایا کہ مدرسوں سے، تبلیغی جماعتوں سے اعمال کا وجود ملتا ہے اور خانقاہوں سے اعمال کا قبول ملتا ہے۔ اللہ والوں سے اخلاص ملتا ہے جس کی برکت سے اعمال قبول ہوتے ہیں ورنہ اعمال میں ریا اور دِکھاوا ہو جائے گا۔ اسی لئے مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ جب تبلیغ سے واپس آتے تھے تو اپنے بزرگوں کی خدمت میں جاکر دل کی ٹیوننگ اور صفائی کراتے تھے اور فرماتے تھے کہ مخلوق میں زیادہ خلط ملط سے دل میں غبار سا آجاتا ہے جس کی صفائی میں خانقاہوں میں کراتا ہوں۔ جب موٹر زیادہ چلتی ہے تو پھر ٹیوننگ ضروری ہے یا نہیں؟ ورنہ گرد وغبار سے انجن خراب ہو جاتا ہے۔ اسی طرح دل میں رِیا، دِکھاوا اور بڑائی آجاتی ہے جس کی صفائی خانقاہوں میں ہوتی ہے تو خانقاہوں کا ثبوت یُزَکِّیْهِمْ ہے۔

(خزائن القرآن، ص:۲۶)

خانقاہ فارسی زبان کا لفظ ہے اس کے معنی غیاث اللغات میں لکھے ہیں: ’’جائے بودنِ درویشاں‘‘ جہاں چند اللہ والے درویش بیٹھ جائیں بس وہی خانقاہ ہے، خانقاہ محتاج چھت و عمارت و دہلیز نہیں ہے، خانقاہ نام ہے: ’’جائے بودن درویشاں‘‘ کے رہنے کی جگہ جہاں اللہ والے بیٹھ جائیں۔ آپ لوگ یہاں بیٹھ گئے بس یہی خانقاہ ہے۔ (آفتاب نسبت مع اللہ، ص ۳۹۹)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ تعلیمات اور آپ کے وہ اقوال وافعال جو ظاہری شریعت سے تعلق رکھتے ہیں، ان کو محدثین نے لفظ بلفظ محفوظ کیا، فقہاء نے ان سے مسائل اور جزئیات کا اِستنباط کرکے دین کا بہت بڑا ذخیرہ اُمت کے سامنے پیش کیا جس کی بنا پر اُمتِ مسلمہ کے لئے دین پر عمل کرنا آسان ہو گیا۔ یہ محدثین اور فقہاء اُمتِ مسلمہ کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں، اللہ تعالیٰ اُن محدثین وفقہاء کو پوری اُمت کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔

جس طرح اُمت کو ہر دور میں ان علماء، فقہاء اور محدثین کی ضرورت رہی ہے جو فاسد عقائد اور گمراہ کن خیالات سے اُمت کی حفاظت کرتے ہیں اور انہیں صحیح عقائد ونظریات سے آگاہ کرتے ہیں اور زندگی کے مختلف شعبوں سے متعلق اَحکامات خواہ وہ عبادات سے متعلق ہوں یا معاملات سے، اُصولِ معیشت سے متعلق ہوں یا آدابِ معاشرت سے، علماء ان تمام اَحکامات کے متعلق اُمت کی راہنمائی کرتے ہیں۔

اسی طرح اُمت کو ہر دور میں اس کی ضرورت رہی ہے کہ ایسے اصحاب ارشاد اور ایسے ربانی حضرات پیدا ہوتے رہیں جن کی توجہ سے بندوں کا اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا ہو اور جن کا موضوع قلوب کی صفائی اور تزکیہ ہو۔ الحمدللہ! فقہاء، علماء اور محدثین کے ساتھ ہر دور میں ایسے اہل اللہ اور اہلِ قلوب کا ایک طبقہ رہا ہے جنہوں

نے دِلوں پر محنت کی، اور دِلوں کو اخلاقِ ذمیمہ سے پاک و صاف کرکے انہیں اخلاقِ حمیدہ سے آراستہ کیا، بندوں کا تعلق اللہ سے مضبوط کیا، معاشرے میں اخلاقیات کا درس دیا، علماء اور عوام الناس میں اخلاص وللّٰہیت پیدا کرنے کے لئے محنت وجستجو کی، لوگوں کے دلوں میں اللہ کی محبت کی چنگاری پیدا کی اور ان میں یقین کی رُوح پھونکی۔ جنہوں نے مایوس کن حالات میں بھی عشق و جذب کی اس کیفیت کا مظاہرہ کیا اور اپنی جرأتِ رندانہ اور کیفیتِ عاشقانہ سے حالات کا رُخ بدل دیا، جنہوں نے اپنے اخلاص وللّٰہیت اور توجہ الی اللہ کے ذریعے لوگوں کو دُنیا سے بے رغبت کرتے ہوئے آخرت کی طرف متوجہ کیا، جن کی محنت سے تن آسانی اور راحت طلبی کی زندگی انہیں بار محسوس ہونے لگی اور شہادت کی موت ان کے لئے آسان اور خوشگوار ہوگئی، جن کی شبانہ روز کوششوں اور مجاہدوں نے ایک خلق کو اخلاقِ عالیہ کا ایسا خوگر بنایا کہ ان کے اخلاق اسلام کی دلیل بن گئے، جہاں فقہاء ومحدثین اور ان کے کارناموں سے تاریخ کے اوراق بھرے پڑے ہیں، وہاں ان علمائے ربانیین اور عارفین کے تذکروں سے بھی اسلامی تاریخ مالا مال ہے۔

مولانا سیّد ابوالحسن علی ندویؒ تصوّف اور اہلِ تصوّف کا تذکرہ کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

’’جیسا کہ حدیث متواتر کی تعریف اور اس کے قطعی الثبوت ہونے کی دلیل میں اہلِ اُصول کہتے ہیں کہ: ’’اتنی بڑی تعداد نے ہر زمانے میں اس کی روایت کی ہو کہ عقلِ سلیم اور انسانی عادات اس بات کو ماننے کے لئے تیار نہ ہوں کہ اتنے کثیر اِنسانوں نے غلط بیانی اور اِفتراپردازی پر اِتفاق کرلیا ہے، اور یہ کسی سازش کا نتیجہ ہے۔‘‘ تاریخ کے سرسری مطالعے سے بھی یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ قرنِ ثانی سے لے کر اس وقت تک بلا اِنقطاع اور بلا اِستثناء ہر دور اور ہر ملک کے خدا کے کثیر التعداد مخلص بندوں نے اسی طریقے کو اِختیار کیا، اور اس کی دعوت دی، خود فائدہ اُٹھایا اور دُوسروں کو فائدہ پہنچایا، اور ساری زندگی اس کی اِشاعت میں مشغول وسرگرم رہے، اور ان کو اس کی صحت وافادیت کے بارے میں پورا یقین واطمینان حاصل تھا، وہ اپنے ماحول ومعاشرے کا خلاصہ اور عطر تھے، اور نہ صرف اپنی راست بازی، خلوص وبے غرضی، پاک نفسی اور نیک باطنی میں، بلکہ کتاب وسنت کے علم، سنت کی محبت وعشق اور بدعات سے نفرت وکراہت میں بھی اپنے معاصرین میں فائق اور ممتاز تھے، ایک دو کا، یا دس پانچ کا کسی غلط فہمی یا سازش کا شکار ہوجانا، ممکن ہے، اور بعید از قیاس نہیں، لیکن لاکھوں انسانوں کا جو اپنے علم وعمل میں بھی اُمت کی صفِ اوّل میں نظر آتے ہیں، علیٰ سبیل التواتر صدیوں تک اس غلط فہمی میں مبتلا رہنا، اس پر اِصرار کرنا، اور اس کی دعوت دینا، اس پر پورے عزم واِستقامت کے ساتھ قائم رہنا خلافِ عقل اور خلافِ عادت بات ہے، پھر ان کے انفاسِ قدسیہ سے لاکھوں کروڑوں انسانوں کا ہدایت یافتہ اور فیض یاب ہونا اور اعلیٰ باطنی ورُوحانی کمالات تک پہنچنا خبرِ متواتر ہے، جس کا اِنکار ممکن نہیں، عقلاً وعادتاً یہ بات بالکل ناممکن معلوم ہوتی ہے کہ زمانی ومکانی اِختلاف کے باوجود صادقین ومخلصین کا یہ گروہ عظیم متواتر ومسلسل طریقے پر ایک غلط فہمی میں مبتلا رہا، اور اللہ تعالیٰ نے بھی جو رحیم وحکیم اور ہادیٔ مطلق ہے، اور جس کا وعدہ ہے کہ:

’’وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا، وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ۔‘‘

(العنکبوت:۶۹)

ترجمہ: ’’اور جن لوگوں نے ہماری راہ میں بڑے بڑے مجاہدے اور کوششیں کیں، ہم ان کو ضرور بالضرور اپنے صحیح راستوں پر لگادیں گے، بے شک اللہ تعالیٰ ہمت و صداقت کے ساتھ کام کرنے والوں کے ساتھ ہے۔‘‘

ان کی اس غلط فہمی کا پردہ چاک نہیں کیا، اور ان کی دستگیری نہیں فرمائی، آپ تاریخِ اسلام میں سے ان صادقین ومخلصین کو جن میں ایک ایک آدمی اپنے عہد کا گل سرسبد، منارۂ نور، اور نوعِ انسانی کے لئے شرف وعزت کا باعث ہے، نکال کر دیکھیں کہ ان کے بعد کیا رہ جاتا ہے؟ اور اگر ان پر اِعتماد نہیں کیا جاسکتا تو پھر کون سی جماعت لائقِ اِعتماد اور سرمایۂ اِفتخار ہوگی؟‘‘

(تزکیہ واحسان، ص:۳۰، ۳۱)

تصوّف کے سلسلے اگرچہ دُوسرے علاقوں اور ممالک میں ظاہر ہوئے لیکن ان کا فروغ اور قبولِ عام سب سے زیادہ برصغیر پاک وہند میں ہوا۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ ہندوستان میں مسلمانوں کے دور کا آغاز صوفیائے کرام کی ذات سے ہوا تو بے جا نہ ہوگا۔ اس سلسلے میں خاص طور پر سلسلۂ چشتیہ کے بانی حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کا تذکرہ کیا جاسکتا ہے، اس کے بعد توہندوستان میں ان صوفیائے کرام اور ان کی عظیم خدمات کا ایک طویل سلسلہ ہے۔

(جاری ہے)

عیسائی پادریوں سے چند سوالات

تیسری قسط

حضرت مولانا فضل محمد یوسف زئی مدظلہ

تبصرہ:

اسلام دشمن متعصب شاخت کو معلوم ہونا چاہئے کہ مسلمانوں کے پاس جو آسمانی صحیفہ قرآن محفوظ موجود ہے، یہ اسلامی قوانین کا سرچشمہ ہے اور اس کی تفسیر و تشریح احادیث میں موجود ہے اور قرآن و حدیث سے مستنبط جو دفعات ہیں وہ اسلامی فقہ ہے، اگر قرآن سے احادیث کو الگ کیا جائے تو قانون تشریح کے بغیر رہ جائے گا بلکہ قانون معطل ہو کر رہ جائے گا اور اگر ان دونوں سے فقہ کو الگ کیا جائے تو قانون اور اس کی تشریح دفعات سے محروم ہو جائیں گے۔ دنیا میں انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین کے لئے باقاعدہ تشریح کا نظام ہوتا ہے اور اس کے لئے رجال کار ہوتے ہیں اور اس تشریح کے نتیجہ میں دفعات آتے ہیں اس کی تنفیذ کے لئے الگ رجال کار ہوتے ہیں، چنانچہ مسلمانوں کے اسلامی قوانین کی ترتیب اسی طرح ہے کہ قرآن و حدیث سے مستنبط دفعات نافذ کئے جاتے ہیں، قرآن کریم اسلامی قانون کے لئے مصدر اول اور سرچشمہ ہے اور احادیث اس قانون کے لئے مصدر ثانی اور روشنی ہے اور اسلامی فقہ ان دونوں کے لئے بطور خدمت گار ہے جو قانون پر عمل کرنے والوں کی رہنمائی کر کے دفعات مہیا کرتا ہے، اس قانون کے مصدر اول قرآن عظیم کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود لیا ہے، اس حفاظت کے ضمن میں احادیث کی حفاظت بھی آ گئی۔ احادیث کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ نے محدثین کی ایک بڑی جماعت کھڑی کر دی اور ان میں اصحاب الجرح والتعدیل کے بڑے بڑے علماء پیدا کئے جنہوں نے دن رات محنت کر کے احادیث کو اس کی اسانید کے ساتھ نقل کیا ہے اور صحیح وغیرہ صحیح کی ایسی چھان بین کی ہے کہ دنیا اس کے سامنے حیران ہے، انہوں نے ایک ایک راوی کی سیرت و صورت اور علم و عمل اور ضبط و اتقان کا ٹٹولا اور دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر کے دکھایا، ہزاروں علماء و محدثین نے ایک ایک حدیث کی تحقیق کی اور صحت و ضعف کا فیصلہ سنا دیا پھر محدثین نے اسی سند کے ساتھ اس حدیث کو باندھ لیا گویا اسلام کی ہر ہر حدیث ایک مضبوط زنجیر کے ساتھ محفوظ ہے اور وہ زنجیر اس کی سند ہے جس کی کڑیاں کبھی تین کبھی چار کبھی پانچ ہوتی ہیں۔

شاخت جیسے بے خبر جاہل لوگوں کا خیال ہوگا کہ احادیث کو مولویوں نے رات کو لکھ لیا ہوگا اور صبح لوگوں پر پیش کیا ہوگا کہ لو بھائی یہ حدیث ہے۔ حقیقت اس طرح نہیں ہے، مسلمانوں کی سند اور راویوں کی سیرت و صورت کے محفوظ رکھنے کے بارے میں ایک محقق انگریز ''اسپرنگر'' اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ ''مسلمانوں نے صرف اپنے نبی کی ذات نہیں بلکہ اسماء الرجال میں پانچ لاکھ انسانوں کے حالات محفوظ کئے جس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی ہے اس کو دیکھ کر یہود نے بھی ایک سو سال بعد اسماء الرجال کا سلسلہ شروع کیا، چنانچہ یہود گاہ گاہ سند بیان کرتے ہیں لیکن متصل سند ان کے پاس نہیں ہے، یہ خصوصیت صرف اسلام کو حاصل ہے۔ (بحوالہ تحفۃ المنعم، شرح صحیح مسلم: ۱۴۹)

شاخت نے جھوٹ بولا ہے کہ ایک بھی فقہی حدیث ایسی نہیں ملتی ہے جس کی نسبت رسول اللہ کی طرف صحیح ہو، میں کہتا ہوں کہ سینکڑوں حدیثیں ایسی ہیں جن سے شرعی احکام ثابت ہوتے ہیں ہم نے اس کو پڑھا ہے اور خوب سیکھا ہے شاخت کذاب نے محدثین اور فقہاء کے درمیان رسہ کشی اور جھگڑوں کا نقشہ ظاہر کیا ہے، حالانکہ ہم نے کہیں ایسا جھگڑا نہیں دیکھا اور نہ سنا ہے، میں نے دس سال تک دین اسلام کو پڑھا ہے اور چالیس سال سے پڑھا رہا ہوں فقہاء اور محدثین کی کسی جنگ کو ہم نے نہ سنا ہے اور نہ پڑھا ہے بلکہ محدثین کے حلقے کا سب سے بڑا شیخ اعمشؒ فقہاء کرام کو اس طرح شاندار الفاظ سے یاد کرتے ہیں: ''ایھا الفقھاء انتم الاطباء ونحن الصیادلۃ'' اے فقہاء! آپ لوگ تو ڈاکٹر ہیں اور ہم جڑی بوٹی رکھنے والے پنساری

ہیں۔ بہر حال شاخت کذاب نے بیک وقت احادیث کو، اس کی سندوں کو، اس سے مستنبط احکام کو اور فقہ کو یکسر مسترد کردیا ہے، میں شاخت کو جواب نہیں دینا چاہتا ہوں، کیونکہ علماء اسلام نے بھرپور انداز سے ان مستشرقین کے جوابات دیئے ہیں اور جواب دینے کا فائدہ بھی کیا ہے جبکہ ان لوگوں نے سمجھنے کے لئے اعتراض نہیں کیا ہے بلکہ اعتراض برائے اعتراض کیا ہے، میں شاخت اور ان جیسے عیسائی پادریوں سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں یہ اس کا جواب دیں۔

عیسائی پادریوں سے دوسرا سوال:

مسلمانوں کے پاس احادیث کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہے جو ہزاروں کتابوں پر مشتمل ہے دنیا کے سارے کتب خانے اس سے بھرے پڑے ہیں، ان احادیث میں مسلمانوں کے نبی کے اقوال وافعال اور حرکات وسکنات کا پورا نقشہ محفوظ ہے، نبی کی زندگی کا ایک ایک پہلو اور ہر پہلو کا ایک ایک شوشہ بالکل واضح اور محفوظ ہے۔

نبی کے اقوال کو ان کے صحابہ کرام نے اتنی احتیاط سے نقل کیا ہے کہ نبی کی زبان سے نکلا ہوا لفظ اپنے مادہ کے ساتھ، اپنی شکل کے ساتھ اور اپنی زیر وزبر کے ساتھ منقول ہے، مترادف الفاظ میں بھی اسی لفظ کو اختیار کیا گیا ہے جو نبی کی زبان سے نکلا ہوا ہو، مثلاً نبی کی زبان سے ’’نبیک‘‘ کا لفظ اگر نکلا ہو تو اس کی جگہ ’’رسولک‘‘ کا لفظ برداشت نہیں کیا گیا، ادھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے شدید وعید آئی کہ جس نے مجھ پر قصداً جھوٹ باندھا وہ اپنے لئے دوزخ میں ٹھکانا بنالے، دوسری طرف محدثین کے اصحاب الجرح والتعدیل کے ائمہ نے فیصلہ کیا ہے کہ جس شخص سے نبی پر جھوٹ بولنے کا الزام بھی آجائے اس کی کوئی حدیث قابل قبول نہیں ہوگی اور اس گناہ کی توبہ بھی نہیں بلکہ جو شخص اپنی نجی زندگی میں جھوٹ بولتا ہے اس کی حدیث بھی معتبر نہیں، جس شخص نے چلتے چلتے کھانا کھایا یا قبلہ کی طرف تھوک دیا اس کی روایت بھی قابل قبول نہیں۔ پھر اس کو بھی دیکھنا چاہئے کہ صحیح اور غلط روایات کو محدثین نے کاٹ چھان کر اس طرح الگ کیا ہے جو آفتاب نصف النہار کی طرح واضح نظر آتی ہیں ادھر محدثین میں ذاتی خوف خدا اور تقویٰ اس طرح بھرا رہتا ہے کہ وہ پھونک پھونک کر قدم اٹھاتے ہیں۔ ان تمام احتیاطی تدابیر کے باوجود اگر شاخت کہتا ہے کہ یہ لوگ اپنے مطلب کے لئے جھوٹ بولتے ہیں اور نبی سے کوئی حدیث ثابت نہیں ہے تو شاخت جھوٹ بولتا ہے اور یہ شاخت کی بے ایمانی اور باطنی خباثت اور دین اسلام سے عداوت وحسد ہے، ہمیں قرآن نے پہلے سے بتادیا ہے کہ یہ لوگ حسد کے مارے اپنی انگلیاں منہ میں رکھ کر دانتوں سے کاٹتے ہیں ’’قل موتوا بغیظکم‘‘ یعنی آپ ان کو کہہ دیجئے کہ تم اپنے غصے میں جل کر مرجاؤ۔ شاعر نے خوب کہا ہے:

حاسد حسد کی آگ میں خود ہی جلا کرے
وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

تاہم شاخت اپنے مقاصد میں اس حد تک تو کامیاب ہوگیا کہ اس نے احادیث میں تشکیک کے کانٹے بودیئے اور اپنے پیچھے سرسیّد احمد خان، غلام احمد پرویز، عبداللہ چکڑالوی، عنایت اللہ مشرقی، نیاز فتح پوری، حمیدالدین فراہی، امین احسن اصلاحی اور جاوید احمد غامدی جیسے ناخلف اولاد کو چھوڑ گیا لیکن میں شاخت اور اس کی پارٹی عیسائی پادریوں سے پوچھتا ہوں کہ آپ بتائیں آپ کے پاس حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے منقول احادیث کا کون سا ذخیرہ ہے زندگی سے متعلق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہدایات ضرور ہوں گی وہ کہاں ہیں؟

تم متصل سند سے ہمیں بتاؤ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج جیسے اعمال کا کون سا طریقہ تم کو دیا؟ متی اور یوحنا اور مرقس اور لوقا کی اناجیل کا تم تذکرہ کرتے ہو تو تم ہمیں دو ہزار سولہ سال پرانی ایک روایت ایسی بتاؤ جو تم سے ان تک متصل سند کے ساتھ پہنچتی ہو، دوسروں کی محنت پر اعتراض کرنا تو آسان ہے لیکن تم اپنی کوئی محنت بھی تو دکھادو، کروڑوں بے خبر عیسائیوں کو تم پادریوں نے اندھیرے میں رکھا ہوا ہے ان کو آخرت کی زندگی بنانے کا اور نجات کا کوئی راستہ تم نے نہیں دکھایا اس لئے وہ مذہب کے بغیر تباہ ہورہے ہیں، مسلمانوں کے پاس عبادت کے لئے جمعہ ایک خاص دن ہے، قرآن وحدیث میں اس کے فضائل ومسائل ہیں تم بتاؤ تم نے اتوار کو کس بنیاد پر خاص کر رکھا ہے؟ ہمارے پاس احادیث میں ہمارے نبی کی طرف سے زندگی گزارنے اور آخرت بنانے کے سارے راستے واضح طور پر موجود ہیں اور کروڑوں مسلمان اس پر عمل کرتے ہیں اور نجات کا راستہ پاتے ہیں تم بتاؤ تم کیا کرتے ہو؟ عیسیٰ علیہ السلام نے نماز کی ترغیب دی ہے، روزہ کی ترغیب دی ہے، زکوٰۃ اور صدقہ کی ترغیب دی ہے، تم اپنی نماز، اپنا روزہ، اپنی زکوٰۃ ہمیں بتادو اور دکھادو تم سارے پادری اور سارے پوپ اور بشمول بدبخت شاخت سارے مستشرقین اکٹھے ہو جائیں اور سند کے ساتھ تمام رجال سند کو بیان کر

کے ایک بھی حدیث حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک متصل سند کے ساتھ بیان کرکے دکھادیں، ہم مان لیں گے کہ یہ لوگ ہماری حدیثوں اور اس کی سندوں اور صحیح اور غیر صحیح روایات پر جو بات کرتے ہیں، وہ قابل سماعت اور قابل غور ہے لیکن اگر تم اپنی ایک سند اور ایک روایت متصل سند کے ساتھ پیش نہیں کرسکتے ہو تو تمہاری ساری تحقیقات اور سارے اعتراضات مجنون کی بڑ سے زیادہ کی حیثیت نہیں رکھتے ہیں اور وہ اس قابل ہیں کہ اسے ردی کی ٹوکری میں ڈال دیا جائے، کیونکہ پروفیسر مستشرق شاخت نے علم وتحقیق کے نام سے مذہب اسلام کے مذہبی مقدسات کو کھلونا بناکر ایک کھیل کھیلا ہے، مگر شاعر کہتا ہے:

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پر خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

عیسائیوں کی بائبل کیا ہے:

مستشرق پروفیسر ''شاخت'' نے مسلمانوں کے ذخیرۂ احادیث پر رکیک حملے کئے ہیں جو ایک فاضل اور محقق کے لئے شایانِ شان نہیں ہیں خواہ وہ اسلام کا عالم ہو یا یہود ونصاریٰ کے فضلاء اور محققین میں سے ہو لیکن پروفیسر شاخت نے ان تمام اصول وقواعد اور عزت وعظمت کو بالائے طاق رکھ کر احادیث پر ایسے بے جا اعتراضات کئے ہیں جسے دیکھ کر ہر عقل مند انسان سر پکڑ کر بیٹھ جاتا ہے اور کہہ دیتا ہے کہ:

ناطقہ سربگریباں ہے کہ اسے کیا کہئے

میں پروفیسر شاخت اور عیسائی پادریوں سے کہنا چاہتا ہوں کہ آپ کے ہاں اگرچہ سند کے ساتھ اپنے نبی سے کوئی روایت ثابت نہیں ہے مگر آپ لوگ بائبل کا تذکرہ کرتے ہو کہ ہمارے پاس عہد قدیم اور عہد جدید کی کتابیں ہیں جن کے مجموعے کو بائبل کہتے ہیں، یہ ہمارے پاس ایسا ذخیرہ ہے جیسا مسلمانوں کے پاس احادیث کا ذخیرہ ہے۔ آیئے! بائبل کا جائزہ لیتے ہیں کہ آیا وہ سارے عیسائیوں کے لئے قابل اعتماد ہے یا نہیں اور خود بائبل تضادات واختلافات کا مجموعہ ہے یا نہیں تو لیجئے حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ کی تحقیق کو سامنے رکھتے ہیں وہ اپنے رسالہ ''بائبل کیا ہے؟'' میں فرماتے ہیں۔

بائبل کیا ہے؟

عیسائی حضرات اپنی مقدس کتابوں کی دو قسمیں بیان کرتے ہیں، ایک وہ کتابیں جن کی نسبت ان کا دعویٰ ہے کہ یہ عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے پیغمبروں کے واسطے سے ہم تک پہنچی ہیں، دوسری وہ کتابیں جن کی نسبت وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد الہام کے ذریعے لکھی گئی ہیں، پہلی قسم کی کتابوں کے مجموعہ کو عہد عتیق اور دوسری قسم کے مجموعے کو عہد جدید کہتے ہیں اور دونوں کے مجموعے کا نام بائبل رکھتے ہیں، یہ یونانی لفظ ہے، جس کے معنی ''کتاب'' کے ہیں، پھر دونوں عہدوں کی قسموں میں ایک وہ قسم ہے جس کی صحت پر تمام پچھلے عیسائی متفق ہیں، دوسری قسم وہ ہے، جس کی صحت میں اختلاف ہے۔

عہد قدیم کی پہلی قسم:

اس مجموعے میں ۳۸ کتابیں ہیں: (۱) سفر تکوین، اس کا دوسرا نام سفر الخلیقۃ بھی ہے، (۲) سفر خروج، (۳) سفر احبار، (۴) سفر عدد، (۵) سفر استثناء۔

سفر: یہ لفظ سین کے کسرہ اور فاء کے سکون کے ساتھ ''سِفر'' ہے، جس کے معنی عربی زبان میں صحیفہ اور کتاب کے ہیں۔

ان پانچ کتابوں کے مجموعی کا نام ''توریت'' ہے، جو عبرانی لفظ ہے، اور جس کے معنی ''شریعت'' اور تعلیم کے ہیں، کبھی کبھی مجازاً یہ لفظ عہد عتیق کے مجموعے پر بھی بولا جاتا ہے: (۶) کتاب یوشع بن نون، (۷) کتاب القضاۃ، (۸) کتاب راعوت، (۹) سفر سموئیل اول، (۱۰) کتاب سموئیل ثانی، (۱۱) سفر الملوک الاول، (۱۲) سفر الملوک الثانی، (۱۳) السفر الاول من اخبار الایام، (۱۴) السفر الثانی من اخبار الایام، (۱۵) السفر الاول العزراء، (۱۶) السفر الثانی لعزراء، اس کا دوسرا نام سفر نحمیاہ بھی ہے، (۱۷) کتاب ایوب، (۱۸) زبور، (۱۹) امثال سلیمان، (۲۰) کتاب الجامعہ، (۲۱) کتاب نشید الانشاد، (۲۲) کتاب اشعیا، (۲۳) کتاب یرمیاہ، (۲۴) مراثی یرمیاہ، (۲۵) کتاب حزقیال، (۲۶) کتاب دانیال، (۲۷) کتاب یوشع، (۲۸) کتاب یو ایل، (۲۹) کتاب عاموس، (۳۰) کتاب عبدیاہ، (۳۱) کتاب یونان، (۳۲) کتاب میخاء، (۳۳) کتاب ناحوم، (۳۴) کتاب حبقوق، (۳۵) کتاب صفونیا، (۳۶) کتاب حجی، (۳۷) کتاب زکریا، (۳۸) کتاب ملاخیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تقریباً ۴۲ سال قبل گزرے ہیں، یہ تمام کتابیں جمہور قدماء مسیحیین کے نزدیک معتمد اور معتبر تسلیم شدہ تھیں، البتہ سامری فرقے کے نزدیک صرف سات کتابیں مسلّم ہیں، وہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب ہیں اور کتاب یوشع بن نون اور کتاب القضاۃ، ان کی توریت کا نسخہ عام یہودیوں کی توریت کے نسخے کے خلاف ہے۔ (جاری ہے)

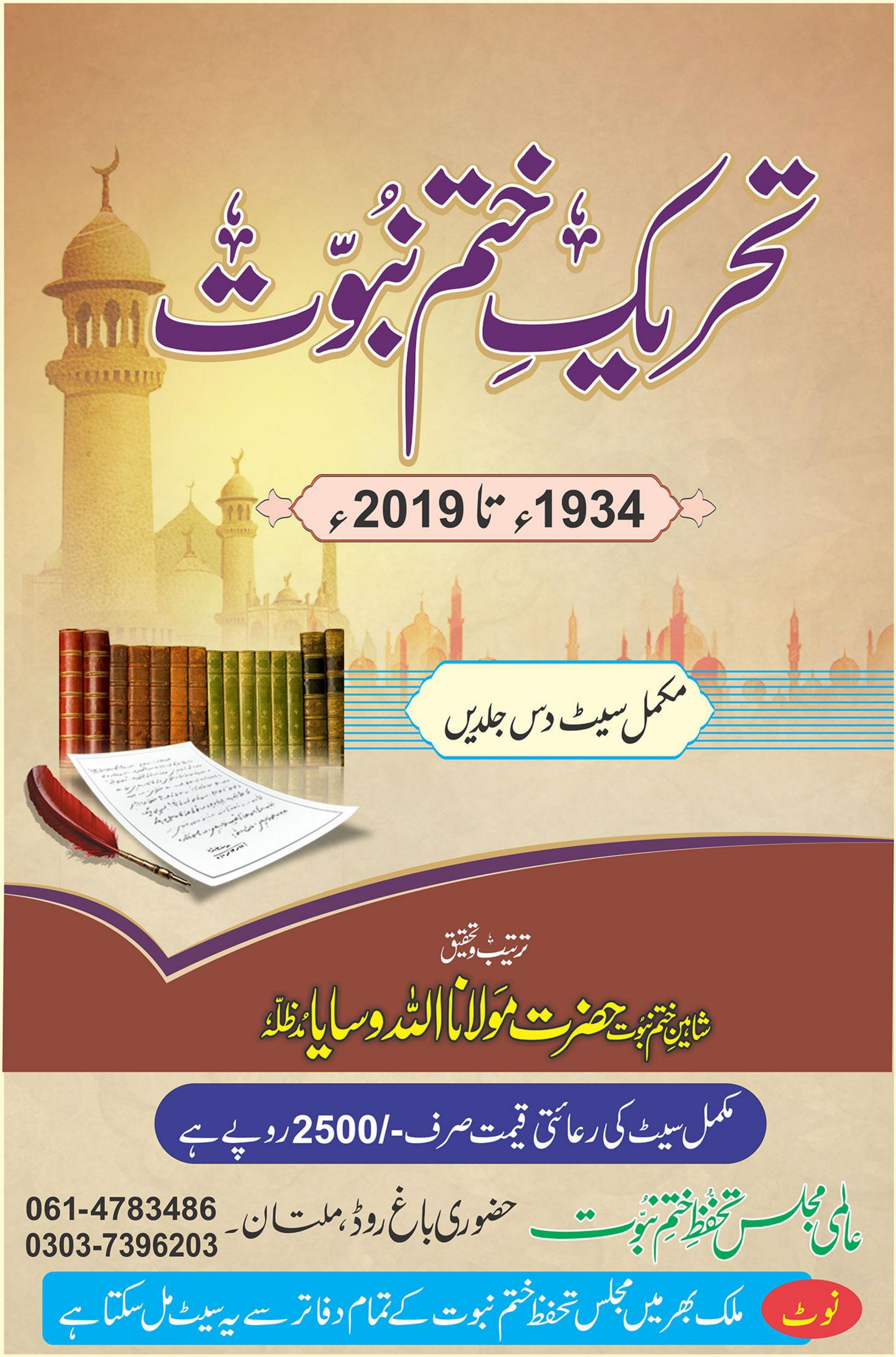
تحریکِ ختمِ نبوّت
1934ء تا 2019ء
مکمل سیٹ دس جلدیں
ترتیب وتحقیق
شاہینِ ختمِ نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مُدظلہ
مکمل سیٹ کی رعائتی قیمت صرف -/2500 روپے ہے
عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت
حضوری باغ روڈ، ملتان۔
061-4783486
0303-7396203
نوٹ
ملک بھر میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام دفاتر سے یہ سیٹ مل سکتا ہے